جلد اول

شرح مختار الشعرا

دیوان

جناب ولی محمد صاحب نظیر اکبرآبادی

مشرحہ

جناب مولوی محمد شاہ [illegible] صاحب تنویر

خلف داروغہ صاحب نگہبی خانہ عامرہ سرکار عالی

وسکریٹری "انجمن اصلاح قوائے جسمانی" واقع چادر گھاٹ

نومبر ۱۹۰۸ء

مشیر دکن پریس حیدرآباد میں چھپی

قیمت .... ۱۲ر مع محصولڈاک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح مختار اشعار

وہ رشکِ چمن گل جو زیبِ چمن تھا (۱) چمن جنبشِ شاخ سے سینہ زن تھا

نہایت خوبصورت معشوق — زینت دہ گلشن — حرکت — ٹہنی — چھاتی پیٹنے والا

نثر - وہ رشک چمن گل جو زیب چمن تھا - چمن جنبش شاخ سے سینہ زن تھا -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ میرا نہایت خوبصورت معشوق گل سیر کیلئے باغ مین گیا تھا اور اسکو دیکھکر باغ جلاپے کے مارے ڈالیون کی حرکت کے ذریعے سے اپنی چھاتی پیٹ رہا تھا اور رہ بات کا ماتم کر رہا تھا کہ مین اس معشوق کی طرح حسین کیون نہ ہوا -

یہ غنچہ جو بیدردِ گلچین نے توڑا (۲) خدا جانے کس کا یہ نقشِ دہن تھا

کلی — بیرحم — مالی — منہ کا نقشہ

نثر - بیدرد گلچین نے جو یہ غنچہ توڑا خدا جانے یہ کس کا نقشہ دہن تھا -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ بے رحم مالی نے جو کلی توڑی ہے - اگرچہ بظاہر وہ ایک کلی نظر آتی ہے لیکن حقیقت مین وہ کلی نہین ہے بلکہ کسی نامعلوم غنچہ دہن کے منہ کا نمونہ ہے جو اُس کے خاک ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ کلی کی شکل مین ظاہر ہوا ہے -

ترے جمال کی شوخ جھلک نہ دیکھ سکا (۳) کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا

حسن — آفتاب — چمک — پردہ — تلک

نثر = ... تیرے جمال کی جھلک ... جب تک نقاب کھلی رہی نہ دیکھ سکا۔

حقیقی

مطلب تصوفانہ = شاعر کہتا ہے کہ اے خدا تیرے حسن کی چمک پر جب تک کثرت کا پردہ نہ پڑا اور وہ انسانات - جمادات - نباتات - اور حیوانات کی شکل کے پردہ مین ظاہر نہ ہوئی - اسوقت تک آفتاب بھی جو سر سے پاؤن تک نور ہی نور ہے تیرے جلوہ کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکا۔

ری

مطلب عاشقانہ = شاعر کہتا ہے کہ اے معشوق تیرے حسن کی شعاع آنکھوں کو اسقدر خیرہ کرنیوالی ہے کہ جب تک تو بے نقاب رہا - آفتاب بھی باوجود اس حسن جہان افروز کے تیرے دیکھنے کی تاب نہ لا سکا۔

تو وہ ہی نور سراپا کہ تیری صورت کو (۴) بشر تو کیا ہے مری جان ملک نہ دیکھ سکا

ہمہ تن — شکل — انسان — فرشتہ

نثر = میری جان تو وہ سراپا نور ہے کہ تیری صورت کو بشر تو کیا ہے ملک بھی نہ دیکھ سکا۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ اے معشوق یا اے خدا تو سر سے پاؤن تک ایسا سراپا نور ہے کہ تیری شکل کو انسان خاکی کی تو کیا حقیقت ہے۔ نورانی جسم رکھنے والا فرشتہ بھی نہیں دیکھ سکا۔

یہ ناتوان ہون کہ آیا جو یار ملنے کو (۵) تو صورت اسکی اٹھا کر پلک نہ دیکھ سکا

کمزور — دوست — مژہ

نثر = (مین) یہ ناتوان ہون کہ جو یار ملنے کو آیا تو اسکی صورت پلک اٹھا کر نہ دیکھ سکا۔

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ جدائی کا غم کھا کھا کر مین اب اسقدر کمزور ہو گیا ہون کہ جب میرا دوست یا معشوق مجھسے ملاقات کرنے کے لئے آیا تو ناتوانی کے سبب مجھسے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ مین آنکھ کھول کر اسکی صورت دیکھ لیتا۔

پھر آن کے بت سے ملا ہے وہ لا ابا ... المنۃ للہ تقدس ... و تعالی

عاجزی — معشوق — اس خدا کا شکر ہے جو پاک اور بزرگ ہے

مارے پہرنا پڑے گا - اسلئے ایسی حالت مین باغ جانا بیکار ہے -

جیسا کہ وہ ہو مجہسے خفا رو ٹھ چلا تہا (۱۰) اللہ نے کیون جب ہی مجہے مار نہ ڈالا

جسوقت نا - ناراض غصہ - بگڑ کر - خدا - موت نہ دی

نثر = وہ جیسا کہ مجہسے خفا ہو روٹہہ چلا تہا - اللہ نے جب ہی مجھے کیون نہ مار ڈالا -

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ جسوقت میرا معشوق مجہسے خفا ہوکر روٹھا ہوا جارہا تہا اگر خدا مجہے اُسی وقت موت دیدیتا تو مین اُسکی جدائی کے عذاب سے چہوٹ جاتا اور جہگڑا ہی پاک تہا

شاید وہی بن ٹھن کے چلا ہے کہین گہر سے (۱۱) ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا

عجب نہین - بن سنور کر - جیسی - روشنی

نثر = شاید وہی بن ٹھن کے گہر سے کہین چلا ہے یہ تو اُسی چاند سی صورت کا اُجالا ہے

مطلب = لکہنے والا کہتا ہے - یہ جو روشنی نظر آرہی ہے یہ معشوق ہی کی چاند سی شکل کی روشنی ہے اس لئے عجب نہین کہ میرا معشوق ہی بناؤ سنگار کرکے اپنے گہر سے کہین جارہا ہو -

لے لیکے بلائین مجہے یہ کہتی ہین آنکہین (۱۲) صدقہ ترے پہر ایک نظر مجہکو دکہا لا

تصدق ہو ہوکر - تیرے قربان - ذرا - دکہلادے

نثر = آنکہین بلائین لے لیکے مجہسے یہ کہتی ہین - مین تیرے صدقے مجہکو پہر ایک نظر دکہا لا -

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ مین نے اپنے معشوق کی پیاری پیاری شکل ایک مرتبہ اپنی آنکہون کو دکہلائی تہی - اُسے دیکہکر آنکہین ایسی ازخود رفتہ ہوگئی ہین کہ ہمیشہ بیتاب ہو ہوکر یہ کہا کرتی ہین ہم تیرے قربان تو خدا کے لئے وہ پیاری شکل ہمین ایک دفعہ اور دکہلا دے

صحرا مین مرے حال پہ کوئی بہی نہ رویا (۱۳) گر پہوٹ کے رویا تو مرے پاؤن کا چہالا

جنگل - زار زار رویا - آبلہ

نثر = کوئی بہی صحرا مین میرے حال پہ نہ رویا اگر پہوٹ کے رویا بہی تو میرے پاؤن کا چہالا -

مطلب = عاشق کہتا ہے۔ جب مصیبت آئی تو دوست، آشنا سب ہوا ہو گئے۔ اور جنگل میں میری بیکسانہ حالت پر کوئی بھی نہیں رویا۔ اگر کوئی پھوٹ کر رویا بھی تو وہ میرے ہی پاؤں کا آبلہ تھا جو میری بیکسی دیکھکر زار و قطار آنسو بہا رہا تھا۔ سچ ہے (وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چرا جاتے ہیں)

کہتے ہیں یاں کہ مجھسا کوئی مہ جبین نہین (۱۴) پیارے جو ہمسے پوچھو تو یاں کیا کہین نہین

کسی جگہ — مہ لقا — دنیا مین

شعر = (وہ) کہتے ہین کہ یہاں کوئی مجھسا مہ جبین نہین ہے۔ پیارے جو ہمسے پوچھو تو یہاں کیا کہین نہین ہے۔

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ اے معشوق اگرچہ تجھکو صرف اسی قدر دعوے ہے کہ دنیا میں تجھسا چاندی پیشانی رکھنے والا کوئی حسین نہین ہے۔ لیکن اگر کوئی مجھسے دریافت کرے تو مین کہونگا کہ تیرا جواب اس جہان مین تو کیا کسی دوسری جہان مین بھی نہین ہے۔

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں جو نکلے دم کہین (۱۵) خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

کسی جگہ — جان — رنج

شعر = جو کہین دم نکلے تو غم کے ہاتھوں سے چھوٹ جاوین۔ ہم کہین ہین اور تم کہین ہو ایسی زندگی پر خاک (…)

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ اے معشوق ایسی زندگی جسمین مین کسی جگہ رہون اور تو کسی جگہ رہے ایک عذاب ہے۔ ایسے جینے سے تو موت ہی اچھی ہے کہ اگر دم نکل جائیگا تو جدائی کی مصیبت سے نجات مل جائیگی۔

کہا جو ہمنے ہمین در سے کیون اٹھاتے ہو (۱۶) کہا کہ اسلئے تم یان پر غل مچاتے ہو

دریافت کیا — دروازہ — جواب دیا — شور

شعر = ہمنے جو کہا ہمین در سے کیون اٹھاتے ہو (معشوق نے) کہا اسلئے کہ تم یہان غل مچاتے ہو۔

مطلب = عاشق کہتا ہے مین نے اپنے معشوق سے دریافت کیا کہ تم مجھے اپنے دروازہ سے

کیون اٹھاتے ہو تو اُس نے جواب دیا اسلئے کہ تم یہان بیٹھے بیٹھے شور بپا کرتے ہو۔

کہا اڑاتے ہو کیون ہمسے غیر کو ہمدم (۱۷) کہا کہ تم ہی تو ہم سے ہنگامہ لڑاتے ہو

پوچھا دشمن دوست جواب دیا تمسخر بازی کرتے ہو

شرح = ہمنے کہا اے ہمدم غیر کو ہمسے کیون لڑاتے ہو۔ کہا تم بھی تو ہمسے ہنگامہ لڑاتے ہو۔

مطلب = لکھنے والا کہتا ہے مین نے پوچھا کہ اے دوست تو دشمن کو ہمسے کیون لڑاتا ہی تو اسنے جواب دیا کہ تم ہمارے ساتھہ تمسخر بازی کرتے ہو اسلئے ہم دشمن سے لڑاتے جاتے ہو۔

کہا جو حال دل اپنا تو اُسنے ہنس ہنس کر (۱۸) کہا غلط ہین یہ باتین جو تم بناتے ہو

بیان کیا جوابدیا جھوٹ

شرح = جو اپنا حال دل کہا تو اُس نے ہنس ہنس کر کہا کہ یہ باتین جو تم بناتے ہو غلط ہین۔

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ مین نے اپنے دل کی حالت جب معشوق سے بیان کی تو بیوفا نے ہنس کر یہ جواب دیا کہ تمنے یہ جتنی باتین کہی ہین سب کی سب [illegible]

کہا جتاتے ہو کیون ہمکو روز ناز و ادا (۱۹) کہا کہ تم بھی تو چاہتے ہمین بہت سے ہو

پوچھا نخرہ و ناز محبت

شرح = ہمنے کہا تم ہمکو روز ناز و ادا کیون جتاتے ہو کہا تم بھی تو ہمین چاہت بتاتے ہو۔

مطلب = عاشق کہتا ہے مین نے جب معشوق سے یہ بات پوچھی کہ تم روز ہمارے ساتھ ناز و نخرے سے کیون کیا کرتے ہو۔ تو جواب دیا کہ چونکہ تم اپنے آپکو ہمارا عاشق بتلاتے ہو [illegible] ہم تمہارے ساتھہ ناز و ادا سے پیش آتے ہو۔

کہا کہ عرض کرین ہمپہ جو گزرتا ہے (۲۰) کہا خبر ہے ہمین کیون زبان پہ لاتے ہو

دریافت کیا کہین بیتی ہے معلوم ہے زبان پر لاتے ہو

شرح = ہمنے کہا جو ہمپر گزرتا ہے عرض کرین۔ کہا ہمین خبر ہے کیون زبان پہ لاتے ہو

مطلب :- اور جب معشوق سے دریافت کیا کہ جو کچھ سبب گزرا ہے ہم اسکو بیان کریں تو جواب دیا کہ ہمیں سب کچھ معلوم ہے بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔

کہا کہ روٹھے ہو کیوں ہم سے کیا سبب اسکا (۲۱) کہا سبب یہی ہے تم جو دل چھپاتے ہو

پوچھا　　باعث　　وجہ　　دل نہیں دیتے

شعر :- ہمنے کہا ہم سے کیوں روٹھے ہوا سکا کیا سبب ہے کہا یہی سبب ہے کہ تم دل چھپاتے ہو۔

مطلب :- عاشق کہتا ہے میں نے پوچھا ذرا یہ تو بتائیے کہ آپ مجھ سے خفا کیوں ہیں۔ تو جواب دیا کہ تم ہمیں اپنا دل نہیں دیتے بلکہ اُسے چھپاتے رہتے ہو۔ اس لئے ہم بھی تم سے روٹھے ہوئے ہیں۔

کہا کہ ہم نہیں آئینگے یہاں نظیر اسے نظیر (۲۲) کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو

شعر :- اے نظیر ہمنے کہا کہ ہم یہاں نہیں آنے کے تو کہا کہ سوچو تو کیا تم آپ سے آتے ہو۔

مطلب :- شاعر اپنے ہی کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے نظیر آخر تنگ آکر میں نے اپنے معشوق سے کہا کہ اب میں تیری گلی میں ہرگز نہیں آونگا تو اُسنے جواب دیا کہ تم خود بخود نہیں آتے بلکہ تمکو میری محبت کی کشش کھینچکر لاتی ہے اسلئے تمہارا یہ دعوے ہی غلط ہے کہ ہم یہاں نہیں آئینگے۔

نہیں ہوا میں یہ بو نافۂ ختن کی سی (۲۳) لپٹ ہے یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی

خوشبو مشک نافہ　نام ملک　　　سیاہ کاکل　بلدار　جیسی

شعر :- ہوا میں یہ بو نافۂ ختن کی سی نہیں (ہے) یہ تو کسی زلف پرشکن کی سی لپٹ ہے

مطلب :- عاشق کہتا ہے کہ ہوا کے ذریعہ سے جو خوشبو آرہی ہے وہ ملک ختن کی مشک کی سی خوشبو نہیں ہے بلکہ یہ وہ میرے معشوق کے بلدار کاکل کی خوشبو کی سی لپٹ ہے اور

اُسی کی خوشبو ہے ۔

مین کیون نہ پہولون کہ اُس گلبدن کے آنے سے (۲۴) بہار آج مرے گہر مین ہے چمن کی سی

خوش ہونا   گل اندام   باغ

شعر = مین کیون نہ پہولون کہ اُس گلبدن کے آنے سے ۔ آج میرے گھر مین چمن کی سی بہار ہے ۔

مطلب .. عاشق کہتا ہے کہ آج میرے گہر مین پہول کے مانند جسم رکہنے والے معشوق کے آنے سے چمن کی طرح بہار آگئی ہے ۔ اسلئے مین کیون خوش نہ ہون ۔ مجہے ضرور خوش ہونا چاہیئے

نوٹ ۔ اس شعر مین گلبدن کی رعایت سے گل ۔ پہولنا ۔ بہار اور چمن وغیرہ کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں اور یہی یہان نزاکت لفظی ہے ۔

اک دم کو آگئے ہین تو مت منہ چہپالیے (۲۵) ٹک ہنس کے اوپر یون ہی آنکہین لڑا لیجے

تہوڑی دیر کیلیئے   شرما   ذرا   نظر بازی کرلے

شعر = ہم ایک دم کو آگئے ہین ہم سے منہ مت چہپالے اور یونہی ٹک ہنس کے آنکہین لڑالے

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ اے معشوق ہم تیرے پاس تہوڑی دیر کے لئے آگئے ہین اسلئے ہم سے شرم نکر بلکہ تہوڑی دیر ہنسی خوشی ہم سے نظر بازی کرلے ۔

ہنسے روئے پہرے رسوا ہوئے جاگے بندہے چہوٹے (۲۶) غرض ہم نے بہی کیا کیا کچہ محبت کر مزے لوٹے

بدنام   چہوٹے   چاہت

شعر = (ہم) ہنسے روئے ۔ رسوا ہوئے ۔ جاگے بندہے چہوٹے ۔ غرض ہمنے بہی محبت کے کیا کیا مزے لوٹے ۔

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ ہم کبہی معشوق کو دیکہکر خوش ہوئے ۔ کبہی اسکی جدائی سے رنجیدہ رہے ۔ کبہی فرقت سے تنگ آکر مارے مارے پہرے اور بدنام ہوئے کبہی انس آزادی کو چہوڑکر سنبہل گئے کبہی قید ہوئے کبہی چہوٹ گئے ۔ الغرض الفت مین ہمنے ہر قسم کے مزے لوٹے ۔

ہولی

آ جھکے عیش و طرب کیا کیا جب حسن دکھایا ہولی نے (۲۷) ہر آن خوشی کی دہوم ہوئی یون لطف جتایا ہولی نے

نشاط خوشی جوبن مہربانی کی

ہر خاطر کو خورسند کیا ہر دل کو لبھایا ہولی نے دف رنگین نقش سنہری کا جس وقت بجایا ہولی نے

طبیعت خوش فریفتہ کیا ڈفلی رنگدار طلائی

ان چرچون کا ان چہلون کا یہ تار لگایا ہولی نے

ذکر دن اٹکھیلیون متواتر کیا

تشریح ہولی نے جب حسن دکھایا تو کیا کیا عیش و طرب آ جھکے ہولی نے یون لطف جتایا کہ ہر آن خوشی کی دہوم ہوئی۔ ہولی نے جس وقت سنہری نقش کا رنگین دف بجایا تو ہر خاطر کو خورسند کیا اور ہر دل کو لبھایا ہولی نے ان چرچون اور چہلون کا یہ تار لگایا۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ جب ہولی کا تہوار آتا ہے تو بیسیون قسم کے عیش و نشاط ہونے لگتے ہین صبح سے شام تک خوشی کی دہوم مچی رہتی ہے۔ سنہری نقش کا دف اسطرح بجایا جاتا ہے کہ سننے والون کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور لوگ ہولی کے عاشق بن جاتے ہین اور جب تک ہولی کا زمانہ رہتا ہے اسوقت تک اسی قسم کی خوشی منائی جاتی ہے۔

یا سوانگ کہون یا رنگ کہون یا حسن بتاؤن ہولی کا (۲۸) سب ابرن تن پر جھمکٹ اور کیسر کا ماتھا ٹیکا

بہروپ ڈہنگ ابرک چمک زعفران قشقہ

ہنس دینا ہر دم ناز بھرا دکھلانا سج دہج شوخی کا ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹکھیلی کا

بناو سنگار دشنام شکر شوخی

دل شاد کیا اور موہ لیا یہ جوبن پایا ہولی نے

خوش فریفتہ کیا جمال

نثر= ہولی کا سوانگ کہوں یا رنگ بتاؤں - سب تن پر ابرک جھمک رہا اور کیسر کا ماتھا ٹیکا - شوخی کا سج دھج دکھلا ہر دم ناز بھرا سینس دینا - ہر گالی مصری قند بھری ہر ایک قدم اٹھکیلی کا - ہولی نے یہ ڈھب پاکر دل شاد کیا اور موہ لیا -

مطلب = شاعر کہتا ہے ہولی کے لباس کا بیان کروں یا اسکے ڈھنگ اور چال وغیرہ کو ظاہر کروں - اسکی یہ حالت ہے کہ اسکے تمام جسم پہ ابرک اور پیشانی پر زعفران کا قشقہ لگا ہوا ہے وہ اپنے چلبلے پن کے بناؤ سنگار کو بتلا کر ہر وقت نخرہ سے سینس دیتی ہے - اسکی ہر گالی مصری اور شکر کی طرح میٹھی معلوم ہوتی ہے - اور اسکی مٹکنی چال اور ابھرا ہوا جوبن دلوں کو خوش کرتا اور اپنا عاشق بنا لیتا ہے -

پوشاکیں چھڑکیں رنگوں کی اور ہر دم رنگ افشانی ہے
لباس
ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں پچکاریوں کی رخشانی ہے

(۳۶)

کہیں ہوتی ہے دھینگا مشتی کہیں ٹھہری کھینچا تانی ہے
چھڑکاؤ
دہول دہیا
ہاتا پائی
کہیں لٹیاں جھلکتی رنگ بھری کہیں جوتا کیچڑ پانی ہے
جھلکیں
چھوٹے لوٹے
جھک

ہر چار طرف خوشحالی کا یہ جوش بڑھایا ہولی نے
آسودگی

نثر= ہولی نے ہر چار طرف خوشحالی کا یہ جوش بڑھایا (کہ) پوشاکیں رنگوں کی چھڑکیں ہیں اور ہر دم رنگ افشانی ہے - ہر وقت خوشی کی جھمکیں ہیں اور پچکاریوں کی رخشانی ہے - کہیں دھینگا مشتی ہوتی ہے اور کہیں کھینچا تانی ٹھہری ہے - کہیں رنگ بھری لٹیاں جھلکتی ہیں اور کہیں جوتا کیچڑ پانی ہے -

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ ہولی کا تہوار اسقدر جوش بڑھا دیتا ہے کہ رنگ چھڑکے ہوئے کپڑوں پر بھی لوگ رنگ چھڑکتے ہیں - کہیں دہول دہیا اور ہاتا پائی ہو رہی ہے - کہیں پچکاریوں سے اور کہیں چھوٹے لوٹوں سے ہولی کھیلی جاتی ہے - جنہیں رنگ نصیب نہیں ہوتا - وہ جوتے کیچڑ پانی ہی کو رنگ کی بجائے استعمال کرتے ہیں - غرض جس سے جسطرح بن آتی ہے وہ اسطرح ہولی

مناتا ہے۔

ہر آن خوشی مین آپسمین سب ہنس ہنس رنگ چہڑکتے ہین (۳۰) رخسار گلالون سے گلگون کپڑون سے رنگ ٹپکتے ہین

گال سرخ سفوف۔ گلرنگ۔

کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہین کچھ مے کے جام چھلکتے ہین کچھ کودے ہین کچھ اچھلے ہین کچھ ہنستے ہین کچھ بکتے ہین

گانا بجانا شراب بڑبڑاتے ہین

یہ طور یہ نقشہ عشرت کا ہر آن بنایا ہولی نے

طریقہ خوشی

شعر۔ سب ہنس ہنس خوشی مین آپس مین ہر آن رنگ چہڑکتے ہین۔ رخسار گلالون سے گلگون (ہین) کپڑون سے رنگ ٹپکتے ہین۔ کچھ راگ اور رنگ جھمکتے ہین۔ کچھ مے کے جام چھلکتے ہین۔ کچھ کودے ہین۔ کچھ اچھلے ہین۔ کچھ ہنستے ہین۔ کچھ بکتے ہین۔ ہولی نے عشرت کا یہ طور یہ نقشہ ہر آن بنایا۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ ہولی کے زمانہ مین لوگ خوشی سے ایکدوسرے پر اسقدر رنگ چہڑکتے ہین کہ کپڑون سے رنگ ٹپکنے لگ جاتا ہے اور گلال سے گال گلرنگ بن جاتے ہین۔ کہین گانا بجانا اور شراب خواری ہوتی ہی۔ ہولی منانیوالون مین سے کچھ تو خوشی سے ہنستے۔ اچھلتے کودتے ہین اور کچھ شراب پی کر بڑبڑاتے رہتے ہین۔ اور یہ باتین ہولی کے دنون مین چارون طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہین۔

ہر دید فقط منظور جنھین وہ ہو کر بے کل نکلے (۳۱) آپہنچے اسکے کوچہ مین جو لیکر دل چنچل نکلے

نظارہ مطلوب بیقرار سودائی

سیما کا کام انھین جو سجن پل مارا شوخی مین چپل نکلے ہے مقصد جنکے دیکھنے سے وہ گھر سے جب اک پل نکلے

غرض دل لگی چنچل مراد مکان دم بھر

ٹک دیکھ لیا دل شاد کیا خوشوقت ہوے اور چل نکلے

ذرا خوش شاد ہوے چلے گئے

نثر - چیپن یعنی منظور ہے وہ جب بیکل ہو کر نکلے - اُسکے کوچہ مین آپہنچے جو دل لیکر چنچل نکلے انہین کیا کام ہے جو ہنس بولے یا شوق ہین اپیل نکلے - جنکو دیکھنے سے مقصد ہے جب وہ گھر سے اک پل نکلے ٹک دیکھہ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ دیدار کے طالب عاشق جب ہجر سے بیچین ہو کر نکلتے ہین تو اس معشوق کی گلی مین آجاتے ہین جو دل لیکر بیوفائی کرتا ہے اور چونکہ وہ صرف دیدار چاہتے ہین اس لئے وہ کسی سے ہنستے بولتے ہین نہ دلگی کرتے ہین - بلکہ چپ چاپ بیٹھے رہتے ہین اور جب وہ معشوق جسکو وہ دیکھنا چاہتے ہین گھر سے تھوڑی دیر کے لئے نکل آتا ہے تو اسکو دیکھکر دل کو خوش کرتے ہین - خود خوش ہوتے ہین - اور پلٹ کر چلے جاتے ہین -

نہ خواہش پاس بٹھانے کی نہ منت زلف کھلانے کی نہ غرض مسی کے ملنے کی نہ محبت پان چبانیکی
آرزو عاجزی (۳۴) مطلب تکرار

ہے چیپن چاہ بھری ایسی جو شمع سے ہو پروانیکی جس جاگہ پر مٹھ بھیڑ ہوئی ہے طرز یہی ملجانیکی
محبت چراغ پتنگے ملاقات ہوئی طریقہ

ٹک دیکھہ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے

نثر - نہ پاس بٹھانے کی خواہش - نہ زلف کھلانیکی منت - نہ مسی ملنے کی غرض نہ پان چبانے کی محبت (انکے) چیپن ایسی چاہ بھری ہے جو شمع سے پروانہ کی ہو - جس جگہ پر مٹھ بھیڑ ہوئی - ملجانیکی یہی طرز ہے - ٹک دیکھہ لیا دل شاد کیا خوش وقت ہوئے اور چل نکلے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ طالب دیدار عاشقون کے دل مین اپنے معشوق کی محبت ایسی ہوتی ہے جیسی شمع کی الفت پروانے کے دل مین ہوتی ہے - اسی لئے یہ لوگ بھی پتنگے کی طرح صرف اپنے پیارے کے دیدار سے سروکار رکھتے ہین - ان کے دل مین زلف کھلانے - پان چبانے - مسی لگانے - یا محبوب کو اپنے پاس بٹھانیکی آرزو کبھی پیدا نہین ہوتی - ان کی ملاقات کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ جہان معشوق سے دوچار ہوئے - ذرا اُسکی شکل دیکھہ لی خوش ہو گئے اور پلٹ کر چلے گئے

چلا جب گہر سے اک دلبر دلونکو حسن سے چہلنے (۴۳) عرق کو رخ کے پلکونکی جہپک پنکہا لگی جہلنے

معشوق جمال پھسلانے پسینہ منھ پنکہا کرنے لگی

لئے تسخیر کے سو نقش اور تعویذ ہیکل نے لگایا دام زلفونکی شکن پیچ نے بل نے

تابع کرنیکے جادو جنتر حمائل جال بل پیچ خم

بنایا پان نے رنگ اور سنبھالا سحر کاجل نے

جادو سرمہ

شعر = جب اک دلبر دلون کو حسن سے چہلنے گہر سے چلا - رخ کے عرق کو پلکون کی جہپک پنکہا جہلنے لگی - ہیکل نے تسخیر کے سو نقش و تعویذ لئے - زلفون کی شکن پیچ اور بل نے دام لگایا - پان نے رنگ بنایا اور کاجل نے سحر سنبھالا -

مطلب = شاعر کہتا ہی کہ جب کوئی بڑی بڑی پلکین رکہنے والا معشوق ہیکل پہن - پان کہا زلفین جہا - اور کاجل لگا کر بناؤ سنگار کئے ہوے خوبصورتی کے ذریعہ سے لوگون کو ٹھگنے کیلئے گہر سے نکلتا ہے تو دیکہنے والون کے لئے ہیکل کے نقش و تعویذ تابع کرنے کے یا د جنتر بنجاتے ہین - کاکلون کے خم جال کا کام دیتے ہین اور کاجل پان کے رنگ کے ساتہہ ملکر کچھہ ایسا جادو سا اثر کرتا ہے کہ دیکہنے والے خواہی نخواہی عاشق بن جاتے ہین -

کرے وان کیا کوئی جبجا یہ صورت آنکر ٹہرے (۴۴) بچائے دل کو پہر کیونکر کرے کیا اور کسی رو کے

وہان معاملہ مقابلے

کرون کیا اسگہڑی کچہہ بن نہ آیا دوستو مجہے دکہا کر مجہکو اپنی وان زبردستی کریہ نقشے

اسوقت زیادتی

وہین دل لیلیا جہٹ پٹ نظر اس شوخ چنچل نے

فوراً

شعر = کوئی وان کیا کرے جس جا یہ صورت آن کر ٹہرے - دلکو کیونکر بچائے کیا کرے اور کسی

ردکے۔ دوستو (مین) کیا کرون اس گہڑی مجہسے کچہہ بن نہ آیا۔ مجھکو وان اپنی زبردستی کے یہ نقشے دکھا کر اے نظیر اس شوخ چنچل نے جہٹ پٹ دل لے لیا۔

مطلب = شاعر اگلے بند کے مطلب کیطرف اشارہ کرکے دوستون سے کہتا ہے کہ جب اس قسم کا معاملہ آپڑتا ہے تو کسی کی کچہہ نہین چلتی۔ دل اور دوسرے جذبات قابو سے نکلجاتے ہین اسلئے مین کیا کرون مجہسے بھی اسوقت کچہہ نہو سکا۔ پہر نظیر کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے نظیر اُس شوخ چنچل نے مجہے اپنی زیادتی یعنی بناؤ سنگار کے نقشے دکھا کر دم کے دم مین اپنا عاشق بنا لیا

ہم چاہنے والے ہین ترے جان ادہر دیکہہ (۳۵) ہولی ہے صنم ہنس کے تو اک آن ادہر دیکہہ

عاشق　　معشوق　　اک گہڑی

نثر = اے جان ہم تیرے چاہنے والے ہین ادہر دیکہہ۔ صنم ہولی ہے ہنس کے تو اک آن ادہر دیکہہ

مطلب = عاشق کہتا ہے کہ اے معشوق ہم تیرے عاشق ہین اور ہولی کا تہوار آیا ہے اسلئے تو تہوڑی دیر ہماری طرف ہنس کر دیکہہ تاکہ طبیعت خوش ہوجائے۔ اور ہولی کا مزا آئے۔

پوشاک پہ تیری گل صد برگ فدا ہے (۳۶) نرگس تری آنکہون پہ ہے قربان ادہر دیکہہ

لباس　　گیندے کا پہول　　ایک پہول　　تصدق

نثر = تیری پوشاک پہ گل صد برگ فدا ہے۔ نرگس (تیری آنکہون پر قربان ہے) تو ادہر دیکہہ

مطلب = عاشق دلدار سے کہتا ہے کہ تیرے لباس پر سو پتے رکہنے والا گیندے کا پہول تصدق ہے اور تیری آنکہہ پر آنکہہ جیسی شکل رکہنے والا نرگس کا پہول قربان ہے تو ذرا میری طرف دیکہہ۔

ہین مرد اسے ہی کہ جنہو نکا ہے فن درست　　عزت اُنہین کو واسطے جنکا چلن درست

جوانمرد　　چلنا　　ہنر　　اچہا　　(۳۷)　　عزت　　روش　　ٹہیک

رہتا نہین کسیکا سدا مال و زر درست　　دولت ہمیشگی کی ہے ناپنج و تن درست

ہمیشہ　　روپیہ پیسہ　　ٹہیک　　مال　　لیکن باطنی　　سرسبز

جتنے سخن ہین سب مین یہی ہی سخن درست
بات
سچ
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست
عزت سلامت

شعر = اب وہی مرد ہین جنہون کا فن درست ہے۔ اُنہین کے واسطے حرمت ہی جنکا چلن درست ہے۔ کسی کا مال و دھن ہمیشہ درست نہین رہتا۔ نہ کسی کی دولت رہی نہ باغ وچمن درست رہا (اسلئے) جتنے سخن ہین سب مین یہی سخن درست ہے کہ اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست رکھے۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ اب صرف وہی لوگ مردون کی طرح زندگی بسر کرتے ہین جنہین کوئی اچھا ہنر یاد ہے۔ اور عزت کا سہرا اب اُنہین کے سر باندھا جاتا ہے جن کا چال وچلن اچھا ہے دنیا کی ساری چیزین بننے اور بگڑنے والی ہین۔ یہان نہ کسی کا باغ وچمن ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے۔ نہ کسی کا مال و دھن بنا رہتا ہے۔ اسلئے آدمی کی بے شمار خواہشون مین سے یہ خواہش اچھی ہے کہ خدا اپنے فضل سے عزت و آبرو کے ساتھ صحیح و سلامت رکھے۔

ہین راگ انہین کے رنگ بھری اور بھاؤ انہین کے ساچے ہین
ترانے رنگین روپ سچے
(۴۸)
جو بے گت بے سرتال ہوئی۔ بن تال پکھاوج ناچے ہین
راگ تال سر ڈھولک

شعر = انہین کے راگ رنگ بھرے ہین اور اُنہین کے بھاؤ ساچے ہین جو بن تال پکھاوج بے گت۔ بے سرتال ہوئے ناچے ہین۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ انہین لوگون کے (یعنی صوفیون اور ویدانتیون کے) گانے بجانے فریداراور روپ سچے ہوتے ہین کیونکہ وہ لوگ تالی اور ڈھولک کے سہارے کے بغیر ناچتے ہین اور بہرتالی۔ راگ یا راگنی وغیرہ کسی چیز سے بھی الگ نہین ہوتے بلکہ ان چیزون پر برابر قائم

(۳۶)

رہتے ہیں۔

جب ہاتھ کو دھویا ہاتھوں سے جب ہاتھ لگے تھر کانے کو

جسوقت اسوقت مٹکانے

جب پاؤں کو کھینچا پاؤں سے جب پاؤں لگے گت پانے کو

جسوقت ترک کوچہ گردی کی راہ راست پہ آئے

جب آنکھ اٹھائی ہستی سے جب نین لگے مٹکانے کو

دنیا ترک کر دیا نظر بازی کرنے لگے

سب کاچھ کچھے سب ناچ سچے اوس رسیا چھیل رجھانے کو

روپ بھیس کام کئے رسیلا۔ چھبیلا لبھانے

ہیں راگ انہیں کے رنگ بھرے اور بھاؤ انہیں کے سانچے ہیں

گانے رنگین روپ سچے

جو بے گت بے سر تال ہوئے بن تال پکھاوج ناچے ہیں

راگ۔ تان۔ تالی ڈھولک

شرح = جب ہاتھ کو ہاتھوں سے دھویا جب ہاتھ تھرکنے لگے۔ جب پاؤں کو پاؤں سے کھینچا جب پاؤں گت پانے لگے۔ جب ہستی سے آنکھ اٹھائی جب نین مٹکانے لگے۔ اس رسیا چھیل رجھانے کو سب کاچھ کچھے اور سب ناچ سچے۔ انہیں کے راگ رنگ بھرے ہیں اور انہیں کے بھاؤ سانچے ہیں جو بن تال پکھاوج بے گت بے سر تال ہوئے ناچے ہیں۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ صوفی یا ویدانتی دنیوی گویوں کی طرح مخلوق کے نفس کو خوش کرنے، شہوانی قوتوں کو بڑھانے یا روپیہ پیسہ کمانے کے لئے نہیں گاتے بجاتے ہیں بلکہ ہاتھ تھرکانے اور ناچنے سے پہلے (یعنی دوسروں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنے سے پہلے) وہ اپنے ہاتھوں کو برے کاموں سے۔ اور اپنے پاؤں کو برے راستوں سے روک لیتے ہیں

آنکھین مٹکانے (یعنی آنکھون کے اشارہ سے کچھ سمجھانے) سے پہلے دنیا ترک کر دیتے ہین۔ اور یہ ساری مصیبتین وہ صرف اس وجہ سے جھیلتے ہین کہ ان کا پیارا (خدا) ان سے خوش اور راضی ہو جائے۔ اسلئے صرف انہین لوگون کے گانے بجانے (یعنی رقص و شادی کے دیکھنے) سننے کے لائق اور روپ دیکھنے کے قابل ہوتے ہین جو تالی اور ڈھولک کی مدد کے بغیر ناچتے ہین اور جن کو گت و سر یا تال وغیرہ کسی چیز سے بھی الگ نہین ہوتے۔

(۲۳۰)

جو آگ جگر مین بھڑکی ہے اس شعلے کی اجیالی ہے

آتش روشن روشنی چمک

جو منہ پہ جن کی زردی ہے اس زردی کی سب لالی ہے

جمال پیلاپن سرخی

جس گت پر ان کا پاؤن پڑا اس گت کی چال نرالی ہے

طرف رفتار عجیب

جس مجلس مین وہ ناچے ہین وہ مجلس تشبیہ خالی ہے

محفل

ہین راگ انہین کے رنگ بھرے اور انہین کے سیاہ سجے

گانے

جو بے گت سر تال ہوے بن تال پکھاوج ناچے ہین

راگنی ڈھولک

تشریح۔ جگر مین جو آگ بھڑکی ہے اس شعلہ کی اجیالی ہے۔ منہ پر جن کی زردی ہے اس زردی کی سب لالی ہے۔ وہ جس مجلس مین ناچے ہین وہ مجلس تشبیہ سے خالی ہے۔ انہین لوگون کے راگ رنگ بھرے ہین اور انہین کے روپ سلچے ہین جو بن تال پکھاوج بے گت بے سر تال ہوے ناچے ہین۔

تھی۔ شمع، چراغ، گلبدن اور باغ کی بارہ دری تھی بغل میں غنچہ لب یار تھا اور اندھیری
رات چمک رہی تھی۔ مینہ کے مزے ہوا کے غل شور کے نشے گھڑی گھڑی رہتے) اس میں اُسی
ستمگر کہیں سے ایسی پھونک (آ کر) چلی (کہ) ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی۔ یار پہلو سے اٹھ گیا
وہ سب بہار لٹ گئی۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ واہ واہ کیا رات تھی کہ بہت بڑی جھڑی لگا تار بارش ہو رہی تھی
شراب کے نشے۔ بادل کے شور و غل اور بارش کے ہر وقت مزے آ رہے تھے۔
اتنے میں افسوس اک ایسی ہوا چلی جس سے بادل گم ہو گئے۔ ہوا کم ہو گئی۔ بارش
رکی اور دن نکل آیا۔ صبح ہوتے ہی معشوق اپنے گھر کو چلا گیا اور وہ سب مزے
جو رات کو لطف دے رہے تھے ختم ہو گئے۔

ابر و ہوا کے واہ واہ شب کو عجب ہی زور تھے (۲۱) پھیک رہا تھا سب چمن مینہ کے جھڑ کے زور تھے

بادل — نرالے — بارش
غوک پپیہے مور تھے جھینگروں کے بھی شور تھے — بادہ کشی کے دور تھے عیش و طرب کے چہچہے
مینڈک — طاؤس — غل — شراب نوشی — شادمانی — خوشی — چہچہے
باغ سے تا بیاعبان جتنے تھے شور بور تھے — آپ سے آپ سینہ تا کہاں جو خوشی کے زور سے
مالی — تر بتر — یکایک — زور زور

ابر کھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی

پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار لٹ گئی

شعر = واہ واہ شب کو ابر و ہوا کے عجب ہی زور تھے سب چمن پھیک رہا تھا مینہ کے جھڑ کے

زور تھے مور و پپیہے اور تھے جھینگر دن کے بہی شور تھے - بادہ کشی کے دور تھے عیش و
طرب کے بہی جور تھے - باغ سے تا بہ باغبان چلتے تھے شور بور تھے - اس مین ناگہان یہ جو خوشی کے
جو رہتے آپہنچے - ابر کہلا ہوا گہٹی - بوندین تہمین سحر ہوئی - یار پہلو سے اٹھہ گیا وہ سب بہار لٹ گئی

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ سبحان اللہ کل رات کو ابر و ہوا بڑے زور شور پر تھی - تمام باغ
تر ہو رہا تہا اور موسلا دہار بارش ہو رہی تھی - مینڈک - پپیہے - طاؤس اور جھینگر اپنی اپنی بولیان
بول رہے تھے - شراب خواری ہو رہی تھی اور عیش و عشرت کے ہجوم تھے - چمن سے لیکر مالی
تک جتنے تھے سب کے سب پانی مین تر بتر ہو رہے تھے - کہ یکایک یہ اسباب جو خوشی کے
جو رہو لے اپنا پیدا ہوگئے یعنی بادل گم ہوگئے - ہوا کم ہوئی - پانی رکا اور دن نکل آیا - صبح
ہوتے ہی معشوق اپنے گہر کو چلا گیا اور سب مزے ختم ہوگئے -

(۳۳)

زور سے رات کو برسی تھا مینہ جھپ جھپ | بوندین پڑین ٹپک ٹپک پانی پڑی چھپک چھپک
خوب زور سے | جھک جھک | قطرے | قطرہ قطرہ | ٹہر ٹہر کر

جام رہی چہلک چہلک شیشہ رہی بہک بہک | یار بغل مین بانمک عیش و طرب تھے بیدھڑک
پیالا | ابل ابل - بول بول - مہک مہک | معشوق | نمکدار | خوشی | بیخوف

ہم بہی نشہ مین خوب چہک لوٹتے تھے بہک بہک | کیا ہی سمان تہا عیش کا اتنے مین آہ یک بیک
مست ہو کر | گمراہ ہو کر | ہنگام | عشرت | ناگہان

ابر کہلا ہوا گہٹی بوندین تہمین سحر ہوئی
بادل | کم ہوئی | رکین | صبح

پہلو سے یار اٹھ گیا سب وہ بہار لٹ گئی
لطف

نثر - رات کو زور شور سے مینہ جھپ جھپ برسے تہا - بوندین ٹپک ٹپک پڑین (یعنی) پانی چھپک چھپک پڑے (تہا) جام چہلک چہلک رہے تہا اور شیشہ بہک بہک رہے (تہا)

بغل میں یار باتمکنت (تھا) عیش و طرب بیدھڑک تھے۔ ہم بھی نشوں میں خوب چہک (کر) بہک بہک بولتے تھے۔ عیش کا کیا ہی سمان تھا کہ آہ اتنے میں یک بیک بُرا بھلا ہوا گھٹی بوندیں تھمیں سحر ہوئی۔ یار پہلو سے اٹھ گیا وہ سب بہار لٹ گئی۔

مطلب = شاعر کہتا ہے کہ کل رات پانی ٹھیک ٹھیک کر خوب زور سے برس رہا تھا بوندیں ٹپک رہی تھیں اور ٹھہر ٹھہر کر بارش ہو رہی تھی۔ جام شراب سے اُبل رہے تھے اور شراب کے بوتل چھلک رہے تھے۔ گود میں خوبصورت معشوق تھا اور بے خوف و خطر مزے ہو رہے تھے ہم بھی شراب کے نشے سے خوب بدمست ہو کر ادھر اُدھر لوٹ رہے تھے اور عیش و عشرت کے عجب لطف آ رہے تھے۔ کہ اتنے میں ناگہاں بادل گم ہو گئے۔ سو اگم ہوئی۔ پانی رکا صبح ہو گئی۔ دن نکل آیا تو معشوق اپنے گھر کو چلا گیا اور رات کے سارے مزے تمام ہو گئے۔

(۴۲)

تنہا نہ اسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان | ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان

اکیلا — چھوٹا دل | چمن — جنگل — پتھر

بے رنگی میں با رنگ میں نیرنگ میں پہچان | منزل میں مقاموں میں فرسنگ میں پہچان

جو رنگین نہ ہو۔ رنگدار — نیرنگی | مقام۔ قیامگاہ۔ فرلانگ

نت روم میں اور ہند میں اور زنگ میں پہچان | ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر سنگ میں پہچان

ہمیشہ — ہندوستان۔ حبش | ہمراہ — ساتھ

ہر عزم ارادہ میں ہر آہنگ میں پہچان | ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان

ارادہ — آرادہ | گڑبڑ — ملاپ — لڑائی

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان

شان — طریقہ

عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان

چلنے والا — معشوق — حالت

نثر = آپ سے نہ تنہا اپنے دل تنگ مین پہچان (بلکہ) **نوٹ** :- اس مصرع کے بعد کے تمام مصرع نثر کی حالت مین ہین۔

مطلب :- شاعر کہتا ہے کہ خدا کی ذات ذرہ ذرہ سے عیاں ہے چمن جنگل۔ پتھر بے رنگ۔ رنگین۔ نیرنگ۔ منزل۔ مقام۔ فرلانگ۔ ملک روم۔ ہندوستان۔ حبشی یا افریقہ۔ ہر راستہ۔ ہر ساتھ۔ ہر سنگ۔ ہر ارادہ۔ ملاپ۔ لڑائی۔ طریقہ۔ غرض دنیا مین جتنی چیزین ہین ان مین سے ایک بھی ایسی نہین ہے جسمین خدا کا جلوہ نہو۔ اسلئے تو خدا کو صرف اپنے چھوٹے سے دل ہی مین نہ پہچان۔ بلکہ اگر سچا عاشق ہے تو اپنے پیارے (خدا) کو ہر حالت مین پہچان لے کیونکہ وہ ہر جگہ ایک نئی شکل مین موجود ہے۔

(۲۵)

کیا حسن کہین پایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا عشق کہین چھایا ہے اللہ ہی اللہ
جمال — محبت — پیدا ہوا ہے

کیا رنگ یہ رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا نور یہ جھمکایا ہے اللہ ہی اللہ
روشنی چمکایا ہے

کیا دھوپ ہے کیا سایہ ہے اللہ ہی اللہ — کیا مہر ہے کیا مایا ہے اللہ ہی اللہ
چھاؤن — آفتاب — ظہور قدرت

کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہے اللہ ہی اللہ — کیا بھید نظر آیا ہے اللہ ہی اللہ
دھوم دھام — راز

ہر آن مین ہر بات مین ہر ڈھنگ مین پہچان
شان مین — رنگ

عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ مین پہچان
اسلئے — پیار ہے دل

نثر = کہین کیا حسن پایا ہے اللہ ہی اللہ (ہے) کہین کیا عشق چھایا ہے اللہ ہی اللہ (ہی)

یہ رنگ ڈھنگ کیا رنگیا ہے اللہ ہی اللہ دہی یہ نور کیا چمکایا ہے اللہ ہی اللہ ہے)
دہوپ کیا ہے سایہ ہے اللہ ہی اللہ ہے) بہر کیا ہے پایا کیا ہے اللہ ہی اللہ ہی
یہ کیا اٹھا ٹھہرایا ہے اللہ ہی اللہ ہے) نظیر کیا بہید ہاتھ آیا ہے اللہ ہی اللہ ہے)
ہر آن مین ہر بات مین ہر رنگ مین پہچان - عاشق ہے تو معشوق کو ہر حالت مین پہچان -

مطلب = شاعر اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے نظیر مجہے یہ تجربہ راز کی بات معلوم ہوگئی ہے کہ حسینون کا حسن - عاشقون کا عشق - رنگین چیزون کا رنگ - چمکدار چیزون کی روشنی - دہوپ - چہاؤن - آفتاب - ظہور قدرت اور جو کچہہ اٹھا ٹھہ دنیا مین ہے وہ سب خدا ہی خدا ہے یعنی ان سب چیزون مین خدا موجود ہے - اسلئے اگر تو حقیقت مین عاشق ہے تو اپنے پیارے خدا کو ہر شان - ہر چیز اور ہر حالت مین پہچان لے -

بیان عالم بہار

ذکر موسم بہار

(۲۸)

شب کو چمن مین واہ واہ کیا ہی بہار تہی مچی
رات کو سبحان اللہ

پہول کہلے تہے پہول پہول غنچہ کہلو کلی کلی
کہل کہتی غنچہ

بیلا چنبیلی رائے بیل موتیا جوہی سیوتی
یاسمن ایک پہول نسترن

بادِ صبا بہی چلتی تہی عطر و گلاب مین بسی
نسیم سحر خوشبو مہکی

حوض پڑے چہلکتے تہے نہر لہو رہی لیتی تہی
آبدان لبریز تہے لہرین

شوخ بغل مین غنچہ لب کرتے تہے شوخی تازگی
معشوق پہول جیسے ہونٹ والا طراوت

عیش و طرب کی لہر مین رات جو آدہی ڈہلگئی
خوشی اور شادمانی - مچ گزر گئی

اسمین کہین سے ایک غضب نکلی جہمک کر چاندنی
اتنے مین چہوٹی چاندنی

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی

سحر　　خوف　　گھبرا　　مکان کو چلا گیا

ہم بھی دغا میں آ گئے مفت بہار لٹ گئی

فریب　　بیکار　　ختم ہوئی

نثر = واہ واہ شب کو چمن میں کیا ہی بہار مچی تھی - پھول پھول پہولے تھے اور غنچہ کلی کلی کھلے تھا - بیلا چنبیلی - رائے بیل اور جوہی پھول کھلی تھی ریا دھیا بھی عطر و گلاب میں بسی (ہوئی) چلتی تھی - حوض بڑے جھلکتے تھے نہر لہر میں آتی تھی بغل میں غنچہ لب شوخ (تھا) اور مے کے نشوں کی تازگی (تھی) عیش و طرب کی لہر میں جب آدھی ڈھل گئی (رات) ہمیں ہے غضب کہیں سے کر چاندنی نکلی - یار نے صبح کے ڈر سے ہڑبڑا کر گھر کی راہ لی ہم بھی دغا میں آ گئے مفت بہار لٹ گئی -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ رات کو باغ میں عمدہ بہار آئی ہوئی تھی - پھولوں کی جگہ پر یاسمن چنبیلی، موتیا اور نسترن کے پھول اور کلیوں کی جگہ پر انہیں پھولوں کی کلیاں کھلی ہوئی تھیں - صبح کے وقت کی غنچے شگفتہ کرنیوالی ہوا خوشبو سے مہکی ہوئی چل رہی تھی - حوض لبریز تھے - نہر لہریں لے رہی تھی - پھول جیسے گال رکھنے والا معشوق گود میں اور شراب کا نشہ زوروں پر تھا لیکن ایسی خوشی و شادمانی میں جب آدھی رات گزر گئی تو افسوس کہیں سے مکر چاندنی نکل آئی اور صبح کے مانند اجالا ہو گیا - معشوق اس خیال سے کہ کہیں گھر پہنچنے سے پہلے دن نہ نکل آئے گھبرا کر اپنے گھر کو چلا گیا - اور میں نے بھی نشے میں مکر چاندنی پر صبح کی روشنی کا دھوکا کھایا - اور وہ رات کے سارے مزے کافور ہو گئے -

کیا ہی مزے تھے رات کو یار و میں کہتے کیا کہوں　(۲۵)　صحن چمن ارم نمونہ کلیاں چہو میں سرنگون

بڑے لطف　　کچھ کہہ نہیں سکتا　　آنگن　　جنت - نمونہ　　سر جھکے ہیں

شوخ بغل میں ذو فنون عیش و طرب فزوں فزوں　　مے کہیں اگلے جوش خون چہرہ نشہ میں لالہ گون

معشوق　　چالباز　　زیادہ زیادہ　　شراب　　منہ　　گلرنگ

یار کے ناز اور فسون اپنے بھی عشق او جنون | جام پکارے منہ لگون عیش پکارے دم نہ لون

نخرہ جادو محبت دیوانپن | پیالا نہ ٹھہرون

اسمین رقیب بدشگون کچھہ نہ بنا تو وہ زبون | پچھلے ہی پہر بن کے مرغ بولا ہی آ کے ککڑون کون

دشمن منحوس نہو سکا ذلیل | پچھلی رات سو مرغ کی بولی

صبح کے ڈر سے ہڑبڑا یار نے گھر کی راہ لی

سحر گھبرا چلا گیا

ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی

فریب بیکار

نثر۔ یارو مین تم سے کیا کہون رات کو کیا ہی مزے تھے۔ صحن چمن ارم نمون (تہا) اور ڈالیان سرنگون جہومین تھین۔ بغل مین شوخ ذو فنون (تہا) عیش و طرب فزون فزون (تھے) جوش خون مے کے بھی آگے تہا۔ اور چہرے نشون مین لالہ گون (تھے) یار کے ناز اور فسون اور اپنے بھی عشق و جنون (تھے) جام منہ لگون اور عیش دم نہ لون پکارے تہا اسمین رقیب بدشگون کچھہ نہ بنا تو وہ زبون مرغ بن کے پہلے ہی پہر سے آکے ککڑون کون بولا ہے۔ یار نے صبح کے ڈر سے ہڑبڑا (کر) گھر کی راہ لی۔ ہم بھی دغا مین آگئے مفت بہار لٹ گئی۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے اے دوستو مین کچھہ بیان نہین کرسکتا کل رات کو بڑے مزے تھے۔ باغ کا آنگن جنت کا نمونہ بن رہا تہا۔ اور درختون کی ڈالیان سر کے بل جھوم رہی تھین۔ بغل مین چالباز معشوق تھا اور خوب عیش و عشرت ہو رہی تہی۔ خون کا جوش شراب سے بڑہا ہوا تھا اور نشے سے منہ لال ہوگئے تھے۔ معشوق اپنے ناز و نخرہ اور مکاریان کر رہا تہا اور ہم بھی اپنے عشق اور دیوانے پن کے زور مین تھے۔ شراب خواری کثرت سے ہو رہی تہی اور خوب گل چھرے اڑ رہے تھے کہ اتنے مین بدفال دشمن سے

جب کچھہ نہ ہوسکا تو اُس شیر نے پچھلی رات سے مرغ کی طرح ککڑوکون ککڑوکون کہنا شروع کیا۔ چونکہ مرغ اکثر صبح کو بولتا ہے اسلئے معشوق اس خوف سے کہ کہین گہر پہنچنے سے پہلے ہی دن نہ نکل آئے۔ گہبرا کر اپنے گہر کو چلا گیا اور نشے مین مین نے بھی دشمن کیا آواز پہ مرغ کی آواز کا دہوکا کہایا اور وہ رات کے تمام مزے ختم ہو گئے۔

فنائے دنیا کے بیان مین

دنیا کی بربادی ذکر

(۴۸) دنیا مین نہ کوئی خاص کوئی عام رہیگا نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہیگا

وہبر امیر غریب قدرت والا نامراد

زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہیگا شادی نہ غم گردش ایام رہیگا

مالدار مفلس بدکار خوشی رنج دور زمانہ

نہ عیش نہ دکہہ درد نہ آرام رہے گا

سکہہ درد چین

آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

نثر۔ ان اشعار کی نثر بھی وہی ہے جو نظم ہے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا مین خدا کے سوائے کوئی باقی رہنے والا نہین ہے امیر۔ غریب۔ صاحب قدرت۔ نامراد۔ مالدار۔ مفلس۔ بدانجام۔ خوشی دور زمانہ کا رنج۔ چین۔ سکہہ۔ دکہہ وغیرہ یہ جتنی چیزین ہین سب فنا ہونیوالی ہین اور ایکدن ان تمام چیزون کا آخری انجام یہی ہوگا کہ یہ سب مٹ جائنگی۔ اور صرف باقی رہنے والے خدا کا ایک نہ مٹنے والا نام باقی رہجائیگا۔

یہ چرخ جو کہاتا ہی بڑا گنبد ازرق (۴۹) یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
چکر برج نیلگون ماہ مہر تارے آدہر
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق سب ٹہاٹہ یہ اک آن مین ہو جائیگا ہو حق
تختی خامہ عرش اعظم قطبین بے قید بالکل برباد ہو جائیگا

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
ابتدا انتہا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

نثر۔ یہ گنبد ازرق جو بڑا چرخ کہاتا ہے یہ چاند یہ سورج یہ ستارے جو معلق ہین لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق یہ سب ٹہاٹہ اک آن مین ہو حق ہو جائیگا۔ کسی شے کا آغاز رہیگا۔ نہ انجام رہے گا۔ آخر وہی اللہ اک نام رہیگا۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ ایک دن (یعنی قیامت کا دن) ایسا آئیگا کہ یہ گردش کرنیوالا نیلگون آسمان۔ یہ چاند و سورج اور یہ ستارے جو اوپر ہین۔ تختی قلم عرش اعظم اور وہ ستارے جو گردش نہین کرتے اور بے قید ہین یہ سب کے سب اسطرح بالکل تباہ و برباد ہو جائینگے کہ ان مین سے کسی چیز کی بھی نہ ابتدا رہیگی نہ انتہا رہے گی۔ صرف خدا کا نہ مٹنے والا ایک نام رہ جائیگا اور بس

جہگڑا انکی ہی ملت و مذہب کا کوئی یہان (۵۰) جس راہ و بن جو آن پڑی خوش ہی ہر آن
فساد دین دہرم مذہب ہر وقت
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن عاشق تو قلندر ہین نہ ہندو نہ مسلمان
جنیوا مسلمانوں کی مذہبی کتاب آزاد مسلم

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہیگا
مرتد مسلمان

آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

نثر - یاں کوئی مذہب و ملت کا جھگڑا نکرے جو جس راہ مین آن پڑے (ایمین) ہر آن خوش رہے نہ گلے (مین) زنار (رہو) یا بغل بیچ قرآن ہو - عاشق تو قلندر رہین نہ ہندو نہ مسلمان - نہ کوئی کافر رہیگا - نہ صاحب اسلام رہیگا - آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا -

مطلب - شاعر کہتا ہے اول تو عاشقون کا کوئی مذہب ہی نہین ہوتا - نہ وہ ہندو مت کو مانتے ہین نہ اسلام کو - دوسرے - بت پرست اور خدا پرست سب ہی فنا ہونے والے ہین - خدا کے نام کے سوائے ایک دن نہ یہ رہین گے نہ وہ اسلئے خواہ کوئی جنیو پہننے والا ہندو ہو - یا بغل مین قرآن شریف رکھنے والا مسلمان ہو - ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دہرم اور دین کے لئے جھگڑا نہ کرے بلکہ جو جس مذہب کو ماننے والا ہے - وہ اسی کی پابندی اچھی طرح کرے اور خوش رہے -

(۱۸) بیوپار جو کرتے ہین ہر اک چیز کا زردار آگے بھی دکانین تھین کئی اور کئی بازار
سوداگری مالدار

جس طور کا اب چاہئے کیجئے بیوپار پھر جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار
طریقہ بیچ سودا اڑتیا والی لینے والا

نہ نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ دام رہیگا
روپیہ دام قرض

آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

نثر - زردار جو ہر ایک چیز کا بیوپار کرتے ہین (اسیطرح) آگے بھی کئی دکانین تھین اور کئی بازار (رہتے) اب جس طور کا بیوپار چاہئے کیجئے - پھر نہ جنس (رہیگی) نہ دلال

نہ مالک ۔ نہ خریدار ۔ نہ نقد نہ کچھہ قرض نہ کچھہ دام رہیگا ۔ آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا ۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے جس طرح آجکل مالدار بنج بیوپار کرتے ہین اسیطرح اس سے پہلے بھی دکانین لگتین ۔ ہاٹ بھرتے اور لوگ سوداگری کیا کرتے تھے ۔ لیکن اب وہ سب فنا ہوگئے ۔ اور انھین لوگون کی طرح ہم بھی ایک روز اسطرح مٹ جائینگے کہ سودا اٹھ گیا ۔ فروخت کرنیوالا ۔ خریدنیوالا ۔ نقد ۔ قرض وغیرہ کچھہ بھی نہین رہیگا ۔ صرف خدا کا اک نام رہجائیگا ۔ اسلیئے ہمین چاہیئے کہ ہم بھلی بری جس قسم کی سوداگری کرنی چاہتے ہین ۔ جلدی سے کرلین کہ فرصت غنیمت ہے ۔ اور دم کا کچھہ بھروسہ نہین ۔

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم مین عمارات (۴۲) یا جھونپڑے دوکوڑی کے یا لاکھ کے محلات

اسوقت دنیا مکانات چھوٹے مکان ۔ کم قیمت ڈیوڑھیان

کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات اک اینٹ بھی ڈھونڈھے کہین آنیکی نہین ہات

نیچے کھلے ہوئے مکان ڈھیلا نہین ملیگی

دالان نہ حجرہ نہ درو بام رہے گا

صحن کوٹھری دروازہ ۔ کوٹھا

آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

نثر ۔ اب عالم مین جتنی عمارات کھڑی دیکھو ہو ۔ دوکوڑی کے جھونپڑے یا لاکھ کے محلات ۔ کیا پست مکان (اور) کیا یہ ہوادار مکانات (انکی) کہین ڈھونڈھے اک اینٹ بھی ہاتھہ نہین آنے کی (نہ) دالان نہ حجرہ نہ درو بام رہیگا آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا ۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے اسوقت دنیا مین جو ہزارون چھوٹے چھوٹے کم قیمت مکان بڑی بڑی لاکھون روپیہ کی حویلیان ۔ غریبون کے نیچے گھر ۔ امیرون کے کھلے ہوئے بنگلے نظر آرہے ہین ۔ یہ سب کے سب ایکدن (یعنی قیامت کے دن) (ہمارے شہر کے تباہ شدہ مکانات کی طرح) ایسے برباد ہوجائینگے ۔ کہ صحن ۔ کوٹھری ۔ دروازہ اور کوٹھے کا

تو کیا ذکر ہے گھر کی جگہ ڈھیلا بھی نہیں رہیگا۔ اور صرف خدا کا ہمیشہ باقی رہنے والا نام باقی رہجائے گا۔

میخوار بھی کتنے ہوئے یہاں مے کے ملاقی (۵۱) ساقی بھی کئی ہو گئے محبوب وثاقی

شرابی بھی — ملاقات کرنیوالے — پیرمغان — پیارے۔ مستقل

لا جام کوئی بھر کے جو ہو اور بھی باقی فرصت ہی غنیمت کوئی دم کو ہے ری ساقی

پیالا — مہلت — بہتر

نہ مے نہ صراحی نہ ترا جام رہیگا

شراب کا بوتل

آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

نثر ۔ کتنے ہی میخوار یہاں مے کے ملاقی ہوئے۔ کئی ساقی ہی محبوب وثاقی ہو گئے اری ساقی کوئی دم کو فرصت غنیمت ہے جو اور بھی کوئی جام باقی ہو (تو) بھر کر لا۔ نہ مے نہ صراحی (رہیگی) نہ ترا جام رہیگا۔ آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے اے پیر مغان جسطرح دنیا سے لاکھوں شرابی شراب پی پی کر اور ہزاروں مستقل مزاج ساقی شرابیں پلا پلا کر چل بسے۔ اسیطرح مجھکو بھی فنا کا جھونکا ایسا اڑا لیجائیگا۔ کہ تیری شراب رہیگی نہ شراب کا بوتل۔ نہ پیالا صرف ایک خدا کا نام باقی رہ جائیگا۔ اسلئے اگر کوئی شراب کا پیالا بچا کھچا رہگیا ہو تو وہ بھی پلا دے اور اس تھوڑی سی مہلت کو غنیمت سمجھکر حضرت **میر درد** کے اس شعر پر عمل کر۔ ٥

ساقیا یہاں لگ رہا ہے چل چلاؤ

جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

یہ عاشق و معشوق جو کرتے ہیں باہم چاہ (۵۲) اگلے ہی بہت عاشق و معشوق تھے واللہ

چاہنیوالے۔ محبوب — آپسمیں محبت — پہلے — خدا کی قسم

وہ شخص کہاں جاتے رہے اے میرے اللہ — اسبات سے معلوم ہوا اب تو یہی آہ
لوگ چلے گئے — خدا — اس واقعہ سے — افسوس

نہ عشق نہ عاشق نہ دلارام رہیگا
چاہت — معشوق
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

نثر۔ یہ عاشق و معشوق جو باہم چاہ کرتے ہیں۔ واللہ اگلے بھی بہت عاشق و معشوق تھے۔ اے میرے اللہ وہ شخص کہاں جاتے رہے۔ آہ اسبات سے تو اب یہی معلوم ہوا (کہ) نہ عشق (رہیگا) نہ عاشق نہ دلارام رہیگا۔ آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ جسطرح اب چاہنے والے اور دلدار ایک دوسرے پر مرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم پہلے بھی دنیا میں اسیطرح محبت کرنے اور ایک دوسرے پر جان دینے والے تھے۔ لیکن اب وہ سب لوگ فنا ہوگئے اور ان کے فنا ہونیسے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ افسوس ایک دن انہیں لوگوں کی طرح موجودہ محبت۔ عاشق اور معشوق سب فنا ہو جائینگے۔ اور صرف خدا ہی کا اک نام باقی رہجائیگا۔

گر شاہ سر پہ رکھکر افسر ہوا تو پھر کیا — (۴) — اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
بادشاہ — تاج — کیا ہوا — سمندر۔ بادشاہت — موتی — کیا ہوا
ماہی علم مراتب پہ در ہوا تو پھر کیا — نوبت نشان نقارہ در پہ ہوا تو پھر کیا
اعزازی نشان — زردار — باجا — علم — دمامہ — دروازہ پر

سب ملک سب جہان کا سر در ہوا تو پھر کیا
سردار

نثر۔ اگر سر پہ افسر رکھکر شاہ ہوا تو پھر کیا (ہوا) اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا (ہوا) ماہی علم مراتب پہ زر ہوا تو پھر کیا (ہوا) در پہ نوبت نشان نقارہ ہوا تو پھر

کیا (ہوا) سب ملک سب جہان کا سردر ہوا تو پہر کیا (ہوا)

مطلب - شاعر کہتا ہے انسان دنیا مین دنیا کمانے کے لئیے نہین آتا ہے بلکہ اسکے پیدا ہونے کی اصلی غرض غایت یہ ہے کہ وہ خدا کو پہچانے اور اسکی عبادت کرے - اسلیئے اگر کوئی سر پر تاج رکھکر بادشاہ یا بادشاہت کے سمندر کا موتی بن گیا یا کسی کے دروازہ پر زرین اعزازی نشان نوبت نقارہ وغیرہ ہوا یا وہ ساری دنیا کا مالک ہو گیا تو بھی اسنے کچھہ نہ کیا کیونکہ یہ سب چیزین فنا ہونے والی ہین - اور مٹنے والی چیز کا حاصل کرنا کوئی قابل تعریف بات نہین ہے -

کیا رکھکے فوج لشکر کی سلطنت پناہی (۵) پہیری دہائی اپنی لے ماہ تا بہ ماہی

سپاہ بادشاہی کی — اپنا اعلان کیا — چاند — مچھلی

جب آ گئی فنا کی سرپر پڑی تباہی پہر سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی

جس وقت بربادی — خرابی — افسر

دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پہر کیا

بادشاہون کے نام مین — کچھہ بھی نہین

نثر - فوج و لشکر رکھکے کیا سلطنت پناہی کی - ماہ سے تا ماہی اپنی دہائی پہیری جب سرپر فنا کی تباہی آن کر پڑی (تو) پہر نہ سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی (رہا) دارا جم و سکندر اکبر ہوا تو پہر کیا (ہوا)

مطلب - شاعر کہتا ہے - دارا جمشید - سکندر شہنشاہ اکبر جیسے بڑے بڑے نامور اور اولوالعزم بادشاہون نے دنیا مین کیا بادشاہی کی کچھہ بھی نہین - بڑی بڑی فوجین رکھین ماہ سے ماہی تک یعنی آسمان سے زمین تک اپنے تئین بادشاہ منوایا - لیکن جب فنا ہوئے اور مرنے کا وقت آیا تو اپنے سر لشکر - یا تاج کسی چیز کو بھی سنبھال نہ سکے دنیا سے خالی ہاتھون چلے گئے اور کوئی چیز ساتھ نہ گئی - اسلئے کوئی دارا

جم اور سکندر وشہنشاہ اکبر ہوا تو کیا نہ ہوا تو کیا۔ فنا کسی سے نہیں ڈرتی اور ہر چیز کو وقت مقررہ پر مٹا کر چھوڑتی ہے۔

کتنے دنون یہ غل تہا نواب ہین یہ خان ہین (۵۰) یہ ابن پنجہزاری یہ عالی خاندان ہین
بہت دنوں تک شور امیر پٹھان بیٹا بڑی خاندان والے ہین
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے یان ہین دیکہا تو اک گہڑی مین نہ نام نہ نشان ہین
دولت مرتبہ تہوڑی دیر مین پتہ

دو دن کا شور چرچا گہر گہر ہوا تو پہر کیا
چند روز بیکار ذکر ہر جگہ کچہہ بہی نہین

نثر۔ کتنے دنون غل تہا یہ نواب ہین یہ خان ہین۔ یہ ابن پنجہزاری (ہین) یہ عالی خاندان ہین۔ گو آج ان کے یان جاگیر و مال و منصب ہین۔ دیکہا تو اک گہڑی مین نہ نام (ہین) نہ نشان ہین۔ دو دن کا شور چرچا گہر گہر ہوا تو پہر کیا (ہوا)

مطلب۔ شاعر کہتا ہے دنیا مین ہزارون ایسے آدمی تھے جو امیر۔ پٹھان۔ پنجہزاری اعزاز رکہنے والے کا بیٹا۔ بڑے خاندان والے کہلاتے تھے اور جنکے پاس جاگیر مال رتبہ سب ہی کچہہ تہا۔ لیکن تہوڑے ہی زمانہ مین انقلاب روزگار نے انہین ایسا نیست و نابود کر دیا کہ کہین ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ اسلئے ظاہری اور دنیوی شہرت اور مال و دولت جیسی آنے جانے اور دہوکا دینے والی چیزین حاصل ہو گئین یا چند روز کے لئے ہم ہر جگہ مشہور ہو گئے تو کیا ہوا کچہہ بہی نہین آخر فنا ہونا پڑیگا۔

کہتے تھے کتنے ہم تو ہین ذات مین کلانجی (۵۱) ہم شیخ ہم مغل ہین ہم ہین پٹھان لاجی
بزرگ بزرگ مرزا خان بیشک
جب دم قضا پکاری اب اٹھ چلو میانجی پہر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خان جی
موت آل رسول

ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

ماں باپ کا خاندانی سلسلہ   کچھ بھی نہیں

نثر۔ کتنے کہتے تھے (کہ) ہم تو ذات میں کلاں ہیں۔ ہاں جی ہم شیخ ہیں (ہم مغل ہیں۔ ہم پٹھان ہیں۔ قضا جب پکاری میاں جی اب اٹھ چلو (تو) پھر نہ شیخی رہی۔ نہ سید نہ مرزا رہے نہ خان جی۔ ذات و حسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے دنیا میں ایسے بہت سے انسان تھے۔ جو شیخ مغل اور پٹھان ہونے پر اتراتے اور اپنی ذات کو بڑی ذات بتلاتے تھے لیکن جب قضا آئی تو ذات و حسب نسب کا کہاں۔ سیدوں کی سیدی۔ پٹھانوں کی پٹھانی اور مرزاؤں کی مرزائی کچھ کام نہ آئی۔ شیخ جی کی شیخی تمام ہو گئی۔ اور موت نے سب کو مٹا کے چھوڑا۔ اسلئے ماں باپ کے خاندانی سلسلہ کے عمدہ ہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ موت کسی کا کوئی لحاظ نہیں کرتی۔ وقت آتا ہے تو مجبوراً جانا پڑتا ہے۔

یا ہو سپاہی بانکا ترچھا بڑا اکہایا (۱۸) بلدار باندھ چیرہ طرہ کو جگمگایا

وضعدار   مشہور ہوا   پیچدار   پگڑی   سینہ تانا   چمکایا

کھیتوں میں جاکے کود الاکھوں کو تیغ میں بھگایا   جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا

لڑائی میدان   بہادری کی   شکست دی   جب موت کا سامنا ہوا   نہ ہو سکا

یکتا شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر کیا

لاجواب۔ بہادر۔ دلیر   صف شکن

نوٹ۔ شاعر نے لفظ شجاع کو محاورہ کے موافق باندھا ہے اسلئے حرف ع پڑھا نہیں جاتا اور "شجاع" کو "شجا" پڑھنا پڑتا ہے۔

نثر۔ یا بانکا ترچھا سپاہی ہو کر (بڑا) اکہایا۔ بلدار چیرہ باندھ کر طرہ کو جگمگایا کھیتوں

مین جاکے کود الاکہون کے تئین بہگایا جب اجل کا منہ دیکہا پہر کچہہ بہی بن نہ آیا۔ یکتا شجاع بہادر۔ صفدر ہوا تو پہر کیا (ہوا)

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے کسی نے دنیا مین وضعدار مشہور ہوکر اور بلدار زرد پگڑی باندہ کر طرہ کو چمکایا۔ بڑی بڑی لڑائیان لڑین اور لاکہون کو شکست دی۔ لیکن جب موت نے اسکا مقابلہ کیا تو پہر اس سے کچہہ بہی نہو سکا۔ اور مجبوراً شکست کہانی پڑی۔ اسلئے لاجواب بہادر۔ دلیر۔ شجاع صف شکن ہونا بیکار ہے۔ موت کسی سے بہی نہین ڈرتی۔ کوئی مرد ہو یا نامرد سب کو مردہ بناکر چہوڑتی ہے

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت (۱۶۰) مردون کے تئین جلایا عیسیٰ کی لی کرامت

طبیب کامل ــ حکیمی ــ مرے ہوؤن کو ــ زندہ کیا۔ ابن مریم معجزہ

کہوئے مرض ہزارون دہولی ہر ایک زحمت جب آئی سر پر اپنے پہر کچہہ چلی نہ حکمت

اچہے کئے بیماری ــ دکہہ ــ اپنی موت آئی ــ طبابت

لقمان یا فلاطون اگر ہوا تو پہر کیا

حکیمون کے نام مین ــ پیدا ہوکر ــ کچہہ بہی نہین

نثر ۔ یا حاذق حکیم ہو (کر) طبابت کرنے لگے۔ مردون کے تئین جلایا عیسیٰ کی کرامت لی۔ ہزارون مرض کہوئے ہر ایک زحمت دہولی۔ جب اپنے سر پر آئی تو پہر کچہہ حکمت نہ چلی۔ اگر لقمان یا فلاطون ہوا تو پہر کیا (ہوا)

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے کسی نے کامل حکیم ہوکر حکمت کرنی شروع کی اور ایسے سخت بیمار اچہے کر دئے کہ ان کی حکمت حضرت عیسیٰ کے معجزہ سے بہی بڑہ گئی۔ ہزارون بیماریان دفع کر دین اور بہت سے دکہہ درد کہو دئے۔ لیکن جب خود ان کے سر پر قضا آئی تو ساری حکمت بہول گئے۔ اسلئے اگر کوئی لقمان اور افلاطون کی طرح بہی بڑا حکیم ہو جائے تو

سمایا - صحبت کا اثر اُن نافلوں پر ہے - جب قضا آئیگی بیجائیگی اور سب جھکی رہ جائیگی -

---

یا ہو نجومی کامل تاروں کو چھان ڈالا (۱۱) سورج گہن بچارے چندر گہن نکالا

منجم　پورا　ڈھونڈ ڈالا　جانچا　چاند گرہن

برج وشا سے باندھے احکام کو سنبھالا　جب وقت اپنا آیا اسوقت کو نہ ٹالا

تشبیہ　ستارے　فرمان　مرنے کا وقت آیا　دفع نکیا

جوتش نجوم پنڈت پڑھکر ہوا تو پھر کیا

علم نجوم - جوتش　عقلمند　کچھ بھی نہین

شرح - یا کامل نجومی ہوکر تاروں کو چھان ڈالا - سورج گہن بچار کے چندر گہن نکالا - برج وشا سے باندھے احکام کو سنبھالا - جب اپنا وقت آیا (تو) اسوقت کو نہ ٹالا - پڑھکر جوتش - نجوم پنڈت ہوا تو پھر کیا -

مطلب - دنیا مین کسی نے کامل نجومی بنکر تمام تاروں کی چھان بین کی - آفتاب گرہن اور چاند گرہن کی تاریخین بتلائین - ستاروں کے برجون مین داخل ہونے کے وقت مقرر کئے - جنتریان بنائین لیکن جب اُسکے مرنے کا وقت آیا تو اسوقت کو دفع نہ کرسکا تو پھر اگر کوئی علم نجوم پڑھکر جوتشی - نجومی یا پنڈت ہوگیا تو کیا ہوا آخر فنا ہونا پڑا - اور علم نجوم کچھ کام نہ آیا -

---

یا پڑھ کے دو کتابین اور کرکے علم حاصل (۱۲) یا بھوت جن اُتارے مشہور ہوکر عامل

چند کتابین　شیطان - جنات　سیانا

جب وہ پُکا اجل کے سایہ ہوا مقابل　ملّا رہا نہ سیانا عالم رہا نہ فاضل

جب موت آئی　چھاگئی　مقابلہ کرنیوالا　عالم　عامل　دانا　ہنرمند

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

نقش　منتر　ٹونا

ہو گئے ۔ اسلئے اگر کوئی عاشق ہوا تو ۔ اور معشوق ہوا تو ۔ موت کے نزدیک سب یکسان ہین

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری   کر کے مرید کتنے کی انکی دستگیری

مرشد کے بیٹے   درویشی   مددگاری

جب پیرہن کی کفنی آ کر اجل نے چیری   سب اڑگئی ہوا ہو دم مین مریدی پیری

لباس   فقیری لباس ۔ موت   پھاڑی   غائب ہوگئی   تہوڑی دیر

مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پہر کیا

پیر ۔ درویش ۔ رہبر   ہادی

نثر ۔ یا پیرزادے ہو کے فقیری کرنے لگے کتنے مرید کر کے ان کی دستگیری کی ۔ جب اجل نے آ کر پیرہن کی کفنی چیری دم مین سب مریدی پیری ہوا ہو اڑگئی ۔ مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پہر کیا ۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے یا کئی مرشد کی اولاد بن کر پیری مریدی کرنے لگے بیسیون کو اپنے چیلے بنائے اور ان کی مدد کی لیکن جب قضا نے ان کے فقیرانہ لباس کو چاک کر دیا تو تہوڑی ہی دیر مین وہ ان کی ساری مریدی پیری رفو چکر ہو گئی ۔ اسلئے اگر کوئی پیر فقیر ہدایت کرنیوالا یا راستہ بتلانے والا ہوا تو کیا ہوا آخر سب فنا ہونیوالے ہین ۔

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے   یا خود مشد سے کہا کر سو روپ رنگ کھیلے

گھٹا کے   خود مختار   نرالے   بے استاد   صد بہیس   ڈھونگ

چیلے کئی ہزارون مونڈے فقیر چیلے   جب آ قضا پکاری جا سو رہا اکیلے

چیلے   دوسرونکو مرید بنائے   تباہی   تنہا

تکیہ ہوا تو پہر کیا بستر ہوا تو پہر کیا

گدی   بچھونا

نثر - یا سر منڈا کے نولیے آزاد ہو بیٹھے یا خود منڈ سے کہا کر سو روپ رنگ کھیلے بیلے کئے ہزاروں فقیر چیلے مونڈے - جب قضا آپکا رہی اکیلے جا سو رہے - تکیہ ہوا تو ہوا کیا بستر ہوا تو پھر کیا -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ یا کوئی اپنے سر کو خوب گٹھا کر سب سے نرالا آزاد بن بیٹھا اور کسی نے بے استاد مشہور ہو کر سینکڑوں بھیس بدلے - پیلے کئے ہزاروں آدمیونکو اپنا مرید چیلا بنالیا اور خود گرو بن بیٹھے - لیکن جب قضا نے آکر آواز دی یعنی موت آئی تو سب کو چھوڑ قبر میں جا کر تنہا سو گئے - اسلئے گدی بچھونا ہوا تو کیا نہ ہوا تو کیا آخر اکدن تو تکیہ میں جا کر سونا پڑے گا - جہاں نہ تکیہ ہوگا نہ بستر -

---

(۴۴)

جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا ۔ یا کھولک جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
بیراگی - عابد - اتیت - جین مت کا سادہو ۔ چوٹی ۔ سر گھٹوا ڈالا
ترسول لے قضا کا جب وقت سر پر آیا ۔ نے بالکے کو تہا نبا نے آپ کو بچایا
لوہے کا شاخہ - موت ۔ چیلا ۔ سنبھالا
نانک کبیر پنتھی بعد سو ہوا تو پھر کیا
سکھوں کا گرو - ایک شاعر کبیر کے ماننے والے

نثر - جوگی اتیت جنگم یا سیورا کہایا - یا جٹا کو کھولکر یا گھونٹ سر منڈایا - جب وقت قضا کا ترسول لے سر پر آیا نے بالکے کو تہا نبا نے آپکو بچایا - نانک کبیر پنتھی بعد تر ہوا تو پھر کیا -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ کوئی اپنے سر کے بالوں کو کھول کر یا سر کو خوب منڈا کر اور بیراگی - سنیاسی - اتیت - جین مت کا سادہو وغیرہ مشہور ہو کر تر بیلا تا پھرا بیٹے پھرنے لگا - لیکن جب آخری وقت موت کا شاخہ لیکر آپہنچا تو پھر نہ چیلوں کو سنبھال سکا نہ اپنے آپ ہی کو بچا سکا - اسلئے اگر کوئی سکھوں کا گرو - کبیر جیسا توحید گو شاعر - کبیر کا ماننے والا یا

پھر مر ہوا تو کیا کچھ بھی نہیں۔ انجام کار آخر سب کے مٹنے تھا۔ سچ ہے ۔ ع

تھا رشتہ سے نہیں ہمیشگی دنیا فانی

جو باقی رہے باقی رہے نہیں اسکو سوا پانی

نت مست رہے میکدۂ عشق میں رہ کے (۱۰۴) سرشار نشون میں بہت پھرتے رہے بہکے

ہمیشہ - مدہوش - شراب خانہ عشق - مقام کرکے - بدمست - جھومتے

دیکھے نہ کبھی جور زمانہ کی گرہ سے مستی کے سوا دور میں اس چشم سیہ کے

ظلم - روزگار - سبب - مدہوشی - بغیر - آنکھ - کالی

کافر ہے جو ہو گردش ایام سے واقف

مرتد - انقلاب روزگار - آگاہ

نثر - میکدہ عشق میں رہ کے نت مست رہے۔ نشون میں سرشار ہوئے۔ اور بہکے (مدہوش) پھرتے رہے۔ کبھی زمانہ کی گرہ سے جور نہ دیکھے۔ اس چشم سیہ کے دور میں مستی کے سوائے جو گردش ایام سے واقف ہو کافر ہے۔

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ ہمنے عاشق ہو کر محبت کے سوائے اور کسی سے سروکار نہ رکھا۔ جب تک محبت کے شراب خانہ میں مقیم رہے یعنی حسینوں پر مرتے رہے اسوقت تک ہم ہمیشہ الفت کے نشون میں ایسے بدمست ہو کر بہکتے پھرتے رہے کہ کبھی نیرنگی جہان کی تکلیفیں اٹھانی نہیں پڑیں مختصر یہ ہے کہ اپنے معشوق کی کالی آنکھ کے چکر میں بدمستی و مدہوشی کے سوائے اگر ہمنے کسی اور چیز سے کام رکھا ہو یا کبھی انقلاب روزگار سے آگاہ ہوئے ہوں تو ہم کافر ہیں۔

اول تو نہ کیجے کبھی خوبان کی میان چاہ (۲۴) اور کیجے تو ہوئیے سب پیچ سے آگاہ

سے لے / خوبرو / محبت / ہر بات پہ / واقف

رونا مجھے رو رو کے یہی آتا ہے واللہ / کوئی نہین کرتا جو کیا تو نے نظیر آہ

ٹہر ٹہر کر / خدا کی قسم / افسوس

دل اسکو دیا جسکے نہین نام سے واقف

اسکا عاشق بنا / آگاہ

نثر - میان اول تو کبھی خوبان کی چاہ نہ کیجئے اور کیجئے تو سب پیچ سے آگاہ ہو لیجئے واللہ مجھے رو رو کر یہی رونا آتا ہے نظیر آہ تو نے جو کیا (وہ) کوئی نہین کرتا - اسکو دل دیا جسکے نام سے واقف نہین -

مطلب - شاعر اپنے ہی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے نظیر خدا کی قسم تھوڑی دیر بعد مجھے اس بات کا افسوس ہوتا ہے کہ جو نادانی تو نے کی وہ کوئی نہین کریگا - افسوس تو نے اُس شخص کو دل دیا جسکا نام بھی تجھے معلوم نہین ہے - اے میان سب سے بہتر تو یہ ہے کہ تم نہ دل کا کہا مانو نہ کسی پر جان دو - اور ہمیشہ یاد رکھو کہ دلکی لگی بہت بری ہوتی ہے اور عشق وہ بلا ہے جو اچھے اچھون کو رُلا کے چھوڑتا ہے - اور اگر عاشق ہونا ہی ہے تو راہ عشق مین قدم رکھنے سے پہلے تمام نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہو جاؤ - کیونکہ محبت کی گلیان بہت پیچ در پیچ اور تکلیف دینے والی ہین -

---

(۴۹)

ہمیشہ چاہت کی دُہن ہو جسکو دل اسکا ہے مورچون کا پالا

سدا / خیال / حسینون کی صحبت مین پلا ہو

لگائے رکھتا ہے اسکی چٹک جو حسن ہے اُسنے دیکھا بھالا

شوق / جمال

دیا دل اپنا اسی کو سمجھ کر جہان پر یہ وسے یون کہالا

خوبرو   دے

سحر جو نکلا میں اپنے گھر سے تو دیکھا اک شوخ حسن والا

معشوق   خوبصورت   صبح

جھلک وہ مکھڑے پہ اس صنم کی کہ جیسے سورج میں ہو اجالا

نور   چہرے   معشوق   آفتاب   روشنی

نثر جسکے دلکو ہمیشہ چاہت کی دھن ہے اسکا دل ہو رہے ان کا پالا (رہے) (وہ) اسکی چمک لگائے رکھتا ہے جو حسن اسنے نہایا نکالا (ہی) اسی کو سمجھ کر اپنا دل دیا۔ جہان پر یہ وسے یون کہالا۔ میں جو صبح اپنے گھر سے نکلا تو اک شوخ حسن والا دیکھا اس صنم کے مکھڑے پر وہ جھلک تھی جیسے سورج میں اجالا ہو۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے اس شخص کے دل نے چیتیوں میں پرورش پائی ہے یعنی اس شخص کا دل قدرتی طور پر لذت پسند بنایا گیا ہے جو ہمیشہ محبت کے خیال میں اس حسن کی لو لگائے رہتا ہے جو اسنے کہیں دیکھا ہے۔ اور جب کبھی کوئی خوبرو اسکو اپنا عاشق بنانا چاہتا ہے تو وہ اسیر عاشق ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد شاعر اپنا ذکر کرتا اور کہتا ہے کہ کل صبح کو جو میں اپنے گھر سے نکلا تو میں نے ایک ایسا خوبصورت معشوق دیکھا جسکے چہرہ پر ایسا ہی نور تھا جیسے آفتاب میں روشنی ہوتی ہے۔

---

(۴۰)

ہوا نہایت میں جی میں خوشدل نظر پڑا وہ صنم جو مجھکو

بہت   شادمان   دکھائی دیا   معشوق

صفت کی اسکے جمال کی وان گھڑی گھڑی میں نے دل میں جی خوش ہو

تعریف کی   حسن   شاد

جو دیکھی مین نے وہ اسکی خوبی مری زبان سے ہو کب ادا وہ
خوبصورتی بیان

وہ زلفین اسکی سیاہ و پیر خم کہ انکے بل اور شکن کو یارہ
کاکل کالی خدا۔ پیچ پیچ سل

نہ پہنچے سنبل نہ پہنچے ریحان نہ پہنچے ناگن نہ پہنچے کالا
برابری کر سکے۔ جا پہنچ ناز بو سانپین ناگ

نثر۔ وہ صنم جو مجھکو نظر پڑا (تو) مین جی مین نہایت خوشدل ہوا۔ مین نے دل مین خوش ہو وان کھڑے کھڑے اسکے جمال کی صفت کی۔ مین نے وہ اسکی جو خوبی دیکھی وہ میری زبان سے کب ادا ہو۔ وہ اسکی سیاہ و پرخم زلفین کہ یارا ان کے بل اور شکن کو نہ سنبل پہنچے نہ ریحان پہنچے۔ نہ ناگن پہنچے۔ نہ کالا پہنچے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے جب وہ معشوق مجھکو نظر آیا تو مین اپنے دل مین بہت خوش ہوا۔ اور خوش ہوکر وہین کھڑے کھڑے مین نے اسکے حسن کی تعریف کی اور اس معشوق کا جو حسن مین نے دیکھا ہے مین اسکو بیان نہین کرسکتا۔ اسکی کالی کالی زلفین ایسی بلدار تہین کہ سنبل یا لنگو کے درخت یا سانپین اور ناگ ان کے بل پیچ اور شکن کی برابری نہین کرسکتے۔

---

(۴۱) بہار دیکھی جو اس صنم کی تو وصف اسکا کہون مین کیا کیا
تعریف شگفتگی

پری بہی دیکھی تو شرمگین ہو وہ حسن و خوبی بھری سراپا
شرمندہ جمال خوبصورتی۔ سر سے پاؤن تک

وہ چال چنچل وہ نظرین جادو وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا

رفتار چلبلی سحر حسین شکل

ادائین بانکی عجب طرح کی وہ ترچھی چتون بھی کچھہ تماشا

نخرے نرالے تیز نظر عجیب دہ زیب

بھوین وہ جیسی کہنچی کمانین پلک سنان کش نگاہ بھالا

ابرو کشیدہ مژہ برچھیت نیزہ

شعر کہتے ہے جو اس صنم کی بہار دیکھی تو مین اسکا کیا وصف کہون - وہ حسن وخوبی بھری سراپا کہ اپری بھی دیکھے تو شرمگین ہو - وہ چنچل چال وہ جادو بھری نظرین - وہ پیاری صورت وہ خوب نقشا عجب طرح کی بانکی ادائین وہ ترچھی چتون بھی کچھہ تماشا - وہ بھوین جیسی کہنچی کمانین پلک سنان کش نگاہ بھالا -

مطلب شاعر کہتا ہے کہ مین نے جو اس معشوق کا جوبن دیکھا ہے اسکو کہان تک بیان کرون - اسکا سارا جسم اسقدر رشک دل واقع ہوا تہا کہ اگر پری بھی اسکو دیکہتی تو شرمندہ ہوجاتی - اچہا نقشہ - پیاری پیاری صورت - شگفتہ ہوئی چال اور جادو بھری نگاہین تہین نرالے نخرے تھے اور عجیب وغریب تیز سی نظر تھی - پلکین برچھی تھین نگاہ برچھی کی طرح سیدہی تھی - اور بھون کا یہ عالم تہا کہ گویا کہنچی ہوئی دو کمانین ہین -

برسات کی بہار

ہین اس ہوا مین کیا کیا برسات کی بہارین (۴۲) سبزونکی لہلہاہٹ باغات کی بہارین

موسم بارش کے مزے ہریالی ترو تازگی باغونکی شادابی

بوندونکی جھمجھاہٹ قطرات کی بہارین ہربات کے تماشے ہرگھات کی بہارین

قطرونکی بارش کی خفیف آواز بوندونکی چیز موقع

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

نثر۔ اس ہوا مین برسات کی کیا کیا بہارین ہین۔ سبزون کی لہلہاوٹ باغات کی بہارین۔ بوندون کی جھماوٹ قطرات کی بہارین۔ ہر بات کے تماشے ہر گہات کی بہارین یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین۔

مطلب۔ شاعر دوستون کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے دوستو اس موسم مین بارش خوب مزا دے رہی ہے۔ کہین ہریالی کی تر و تازگی اور کہین باغون کی شادابی لطف دکھلاتی ہے۔ کہین بارش کے قطرون کی خفیف آواز اور بوندون کا ٹپکنا مزا دیتا ہے۔ ہر بات ایک تماشا نظر آتی ہے اور ہر موقع پر کوئی نہ کوئی دل خوش کرنیوالی بات موجود ہے۔ غرض ہر طرف بارش کی اک دہوم مچی ہوئی ہے۔

مارے ہے موج ڈابر دریا ڈونڈ رہی ہین (۴۰) مور و پپیہے کوئل کیا کیا رمنڈ رہے ہین

مار رہا ہے — تالاب • ڈانواڈول پھر رہے ہین — طاؤس — ایک پرندہ — بول رہے ہین

جھڑ کر رہی ہین چڑیان نالے امنڈ رہے ہین — برسے ہے مینہ جھڑا جھڑ بادل گھمنڈ رہے ہین

ایک جگہ جمع ہو کر جھک رہے ہین — ابل رہے ہین — بارش زور سے — ابر۔ چھا رہے ہین

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

نثر۔ ڈابر موج مارے ہے اور دریا ڈونڈ رہے ہین۔ مور و پپیہے کوئل کیا کیا رمنڈ رہے ہین۔ چڑیان جھڑ کر رہی ہین۔ نالے امنڈ رہے ہین۔ مینہ جھڑا جھڑ برسے ہے بادل گھمنڈ رہے ہین۔ یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے اے دوستو آجکل بارش کے خوب مزے آرہے ہین کہین تو کثرت بارش سے جھیل بھر کر لہرین مار رہی ہے۔ دریا سمندر ڈانوان ڈول ہو رہے ہین۔ کہین طاؤس۔ پپیہے اور کوئل جیسے بولنے والے جانور اپنی اپنی بولیان

بول رہے ہین۔ چڑیان ایک جگہ جمع ہوکر چہک رہی ہین۔ نالے ابل رہے ہین۔ خوب زورون سے موسلا دہار بارش ہورہی ہے اور ابر چہار ہے ہین۔

---

(۷۴) بادل لگا ٹکورین نوبت کی گت لگا دین — جہینگر جہنگار اپنی سرنائیان بجادین
ابر چوٹ نقارہ راگنی پکار نفیری
کر شور مور بگلے جہڑیون کا منہ بلا دین — پی پی کرین پپیہے مینڈک ملارین گا دین
غل موسلا دہار بارش پیارا پیارا غوک برسات کا راگ
کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

نثر۔ بادل ٹکورین لگا (کر) نوبت کی گت لگا دین۔ جہینگر جہنگار (کر) اپنی سرنائیان بجادین۔ مور بگلے شور کر (کے) جہڑیون کا منہ بلا دین۔ پپیہے پی پی کرین اور مینڈک ملارین گادین۔ یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے اے دوستو بارش کے آجکل خوب مزے آرہے ہین۔ بادل کا گرجنا نوبت کا مزا دے رہا ہے۔ اور جہینگرون کا جہنگارنا روشن چوکی کے ساتھ کی نفیری کا لطف دکہلا رہا ہے۔ بگلے اور مور اسلئے غل مچا رہے ہین کہ خدا خوب موسلا دہار بارش برسائے۔ پپیہے پیا پیا پکار رہے ہین۔ اور مینڈک پانی برسنے کے لئے بارش کے زمانہ کا گانا گا رہے ہین۔

---

(۷۵) کیا کیا رکھے ہے یارب سامان تیری قدرت — بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
اے خدا خدائی ڈہنگ ہر گہڑی خدائی
سب مست ہو رہے ہین پہچان تیری قدرت — تیتر پکارتے ہین سبحان تیری قدرت
مدہوش پہچان کر شان ایک پرندہ کا نام پاک ذات

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

بارش

نثر - یارب تیری قدرت کیا کیا سامان رکھتی ہے - (اور) تیری قدرت ہر آن کیا کیا رنگ بدلے ہے - سب تیری قدرت پہچان کر مست ہو رہے ہین - تیری قدرت سبحان (ہے) پکارتے ہین - یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین -

مطلب - شاعر پہلے خدا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے خدا تیری خدائی مین ہزارون سامان ہین - اور تیری خدائی ہر گھڑی رنگ بدلتی رہتی ہے - سب تیری شان کو پہچان کر مدہوش ہو رہے ہین - اور تسبیح بول رہے ہین کہ اے خدا تیری ذات پاک ہے - پھر دوستون کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے دوستو آجکل بارش کی خوب بہارین مچی ہوئی ہین

اب برہنون کے اوپر ہے سخت بیقراری (۴۹) ہر بوند مارتی ہے سینہ اوپر کٹاری

فراق زدہ عورتون کے — بیچینی — قطرہ — چھاتی — چھری

بدلی کی دیکھ صورت کہتی ہین باری باری — ہے ہے بدلی پیا نے ابکے بھی سدھ ہماری

گھٹا — شکل — گھڑی گھڑی — افسوس — خاوند — اس مرتبہ — خبر

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

نثر - اب برہنون کے اوپر سخت بیقراری ہے ہر بوند سینہ اوپر کٹاری مارتی ہے - (زدہ) بدلی کی صورت دیکھ (کر) باری باری کہتی ہین - ہے ہے ابکے بھی پیا نے ہماری سدھ نہ لی - یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ اے دوستو آجکل موسم بارش کی خوب دھوم دھام مچی ہوئی ہے - فراق زدہ عورتون کا یہ عالم ہے کہ وہ سخت بیچین ہین - اور شوہر کی جدائی کے زمانہ مین ہر قطرہ کا بدنا ان کے جسم پر خنجری کا سا اثر کرتا ہے - وہ درد فرقت کی ماری

بیچاریاں غم سے مارے بادل کی طرف دیکھ دیکھ کر گھڑی گھڑی یہ کہتی جاتی ہین کہ ہائے افسوس اس موسم بارش مین بھی ہمارے پیارے نے ہماری خبر نہ لی۔

جب کوئل اپنی انکو آواز ہے سناتی (۴۷) سنتے ہی غم کے مارے چھاتی ہے اُمڈی آتی

ایک پرند — رنج — درد وغم کے مارے رونا آتا ہے

پی پیا کی دہن کو سن کر بیکل ہین کہتی جاتی — مت بول اے پپیہے پھٹتی ہے میری چھاتی

پیا پیا — آواز — بیچین — پکار — مجھے بہت رنج وغم ہوتا ہے

کیا کیا مچی ہین یارو برسات کی بہارین

نثر۔ کوئل جب اپنی آواز ان کو سناتی ہے۔ سنتے ہی غم کے مارے (انکی) چھاتی امڈی آتی ہے۔ بیکل پی پی کی دہن کو سن کر یہ کہتی جاتی ہین۔ اے پپیہے مت بول میری چھاتی پھٹتی ہے۔ یارو برسات کی کیا کیا بہارین مچی ہین۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ اے دوستو بارش کی کیا کیا بہارین مچی ہین۔ کوئل تو برسات کی خوشی منارہی اور اپنی بولی بول رہی ہے۔ لیکن جب فراق زدہ عورتین اسکی آواز کو سنتی ہین تو سنتے ہی درد وغم کے مارے انہین رونا آتا ہے۔ وہ ہجران نصیب بیچاریاں پیا پیا کی آواز سن کر بیچین ہو جاتی اور یہ کہتی ہین کہ اے پپیہے تو پیا پیا نہ بول اس آواز کو سنکر ہمین بہت رنج وملال ہوتا ہے۔

اور جنکو اپنیا سجنون ڈھیریاں ہین (۴۸) سرخ وسنہری کپڑی عشرت کی گھیریاں ہین

بہت — حسین معشوق — لال پیلے — عیش — ہجوم

محبوب دلبرونکی زلفین بکھیریاں ہین — جگنون چمک رہی ہین راتین اندھیریاں ہین

پیارے — معشوق — کاکلین — پریشان کی — کرم شب تاب — اندھیری راتین

کیا کیا اچھی ہین یارو برسات کی بہارین

بارش

نثر - اوراب جن کو حسنون کی ڈھیریان مہیا ہین - سرخ و سنہری کپڑے (اور) عشرت کی گھڑیان ہین - محبوب دلبرون کی زلفین بکھریان ہین - جگنون چمک رہے ہین - اندھیری راتین ہین - یارو برسات کی کیا کیا بہارین اچھی ہین -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ برخلاف ان غریب فراق زدہ عورتون سے اس موسم برشکال مین جن لوگون کو خوبصورت معشوق میسر ہین وہ لوگ لال پیلے کپڑے پہنے ہوئے خوب گل چھرے اڑا رہے ہین اور اپنے چاہتے معشوقون کی زلفین پریشان کئے ہوئے اندھیری رات مین کرم شب تاب کے چمکنے کا لطف اٹھا رہے ہین - اے دوستو آجکل بارش کی کیا کیا بہارین اچھی ہین -

---

تعریف عیدگاہ اکبرآباد

توصیف — نماز عید پڑھنے کی جگہ - نام شہر

ہے دھوم آج مدرسہ و خانقاہ مین (۶۹) تاشے بندھے ہین مسجد جامع کی راہ مین

گرمجوشی — مکتب — اہم بادشہ — قطار مین لگے ہین — رستہ

گلشن سے کھل رہے ہین ہر اک کجکلاہ مین — سو سو چمن جھمکتے ہین اک اک نگاہ مین

باغ — شگفتہ ہو رہے ہین — ٹیڑھی ٹوپی — باغ — چمکتے — نظر

کیا کیا مزے ہین عید کے آج عیدگاہ مین

لطف — تہوار — نماز عید کی جگہ

نثر - آج مدرسہ و خانقاہ مین دھوم ہے - مسجد جامع کی راہ مین تاشے بندھے ہین - ہر اک کجکلاہ مین گلشن سے کھل رہے ہین - اک اک نگاہ مین سو سو

چمن چہکتے ہیں۔ آج تو عیدگاہ میں عید کے کیا کیا مزے ہیں۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ تہوار کے آنے کی خوشی میں اور تمام بازار میں ایک گڑبڑ مچی ہوئی ہے۔ عید منانے والے عید کی نماز پڑھنے کے لئے ہوتا جوان جا رہے ہیں جامع مسجد کے راستہ میں قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ ہر شخص کی رکھی ہوئی ٹوپی میں ہاتھ سے نکالے ہوئے بیل بوٹوں کے باغ کچھ ایسے شگفتہ ہو رہے ہیں کہ ایک ایک نظر میں سیکڑوں چمن نظر آجاتے ہیں۔ مختصر یہ ہی کہ آج عیدگاہ میں عید کے خوب مزے آ رہے ہیں۔

پہنے پھرتے ہیں شوخ کُرتے اور ہنسلیاں ([illegible]) پھولوں کی پگڑیوں میں ہیں شاخیں اور رسلیاں

پہنے ہوئے — طوق — چھلا — شاخیں پھولوں کی بیلیاں

کمریں سبھوں نے ملنے کی خاطر کسلیاں ہیں ملتے ہیں یوں کہ چھاتی کی کڑکے ہیں پسلیاں

سبھی — ارادہ کی باندھ لیا — ملاقات کرتے ہیں سینہ۔ آواز دیتی۔

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

کیسے کیسے — تہوار — جگہ

نثر۔ شوخ کُرتے اور ہنسلیاں پہنے پھرتے ہیں۔ پھولوں کی شاخیں پگڑیوں میں اور رسلیاں ہیں۔ سبھوں نے ملنے کی خاطر کمریں کسلیاں ہیں۔ یوں ملتے ہیں کہ چھاتی کی پسلیاں کڑکے ہیں۔ آج عیدگاہ میں عید کے کیا کیا مزے ہیں۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے۔ عید آئی ہے تو شوخ کُرتے اور ہنسلیاں پہنے ہوئے اور پگڑیوں میں پھولوں کی ٹہنیاں کھونسے ہوئے خوش خوش پھر رہے ہیں۔ لوگوں نے عید ملنے کیلئے کمریں باندھ لی ہیں اور لوگ آپس میں عید کی ملاقات ایسے تپاک کے ساتھ کرتے ہیں کہ پہلو کی ہڈیاں آواز دینے لگ جاتی ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ آج عیدگاہ میں عید کے خوب مزے آ رہے ہیں۔

بڑھاپے کی شکایت

پیری کا گلہ

کیا قہر ہے یارو جسے آجائے بڑھاپا (۵۱) اور عیش جوانی کے تئیں کھائے بڑھاپا

غضب ہے - دوستو - پیری - عشرت - شباب - کو - پیری

عشرت کو ملا خاک مین غم لائے بڑھاپا ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بڑھاپا

عیش مٹی مین ملا کر - عمل - چیز - محروم رکھے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا

گھٹاو کا وقت

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

چاہنے والا - خدا - انحطاط کا زمانہ

نثر - یارو کیا قہر ہے جسے بڑھاپا آجائے - اور بڑھاپا عیش جوانی تئین کھائے بڑھاپا عشرت کو خاک مین ملاکر غم لائے - بڑھاپا ہر کام کو ہر بات کو ترسائے - سب چیز کو بڑھاپا برا ہوتا ہے - عاشق کو تو اللہ بڑھاپا نہ دکھلائے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ اے دوستو انحطاط کا زمانہ بڑی مصیبت کا زمانہ ہوتا ہے جب بڑھاپا آجاتا ہے تو جوانی کی ساری امنگین اور ولولے جاتے رہتے ہین - خوشی و شادمانی رنج و غم سے مبدل ہو جاتی ہے - ہر کام اور ہر شغل سے بڑھاپے کی کمزوری کے باعث محروم رہنا پڑتا ہے - اور یون تو جتنی چیزین خدا نے پیدا کی ہین سب ہی کو گھٹاو کا زمانہ دیکھ دیتا ہے لیکن خصوصاً عاشق کے حق مین یہ زمانہ نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے - اسلئے عاشق کو تو خدا کبھی بوڑھا نہ کرے -

آگے تھا جہاں گلبدن اور یوسف ثانی (۸۱) دیتے تھے ہمیں پیار سے چہلوں کی نشانی

پہلے — گل اندام — ابن یعقوب — دوسرا — محبت — یادگار

مرجائیں تو اب منہ میں نہ ڈالے کوئی پانی — کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی ہائے جوانی

کوئی ایسے وقت میں ہم کو [illegible] — درد — مبتلا کر گئی — شباب

سب چیز کو ہوتا ہے بُرا ہائے بڑہاپا

خراب

عاشق کو تو اللہ نہ دکھلائے بڑہاپا

شرح - آگے جہاں گلبدن اور یوسف ثانی تھا - ہمیں پیارسے چہلوں کی نشانی دیتے تھے - اب مرجائیں تو کوئی منہ میں پانی نہ ڈالے - ہائے ہمیں جوانی کس دکھ میں چھوڑ گئی - سب چیز کو بڑہاپا برا ہوتا ہے - عاشق کو تو اللہ بڑہاپا نہ دکھلائے -

مطلب - شاعر کہتا ہے - افسوس مجھے میری جوانی کس مصیبت میں چھوڑ گئی - یا تو جوانی کے عالم میں جب میرا جسم پہول کے مانند اور میں حضرت یوسف کی طرح نہایت خوبصورت تھا تو سب ہی مجھے پیار کرتے تھے - معشوق پیار سے مجھے چہلے بطور یادگار دیا کرتے تھے - یا اب بڑہاپے نے ایسی کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا ہے کہ اگر میں تکلیفیں اٹھا اٹھا کر اور دکھ سہہ سہہ کر بھی مر جاؤں تو کوئی میری مدد کرے نہ میرے کام آئے - یوں تو خدا نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں سب ہی کو بڑہاپا تکلیف دیتا ہے - لیکن خصوصاً عاشق کو یہ زمانہ بہت ستاتا ہے - اسلئے خدا عاشق کو کبھی بوڑھا نہ کرے -

تضمین فارسی و اردو

دوسرے کے شعر پر مصرعہ یا بند لگانا — لشکری زبان

نظر آیا مجھے اک شوخ ایسا نازنین چنچل (۸۲) کہ جسکی دیکھ کے ہو گیا ہے درہم مرا دل بیکل

دکھا — معشوق — نازک — چلبلا — بناؤ سنگار — بیقرار

ادا بھی چلبلی اور آنمین بھی کچھہ عجب چہلبل (۸۳) فسونگر انکھڑیان ظالم کی اور جیسر لگا کاجل

انداز چنچل ادا شوخی جادوگر آنکھین سرچہ

کبھی نظرین لڑائے اور کبھی مکھڑے پہ آنچل پڑا اور کانمین جھلکے گلےمین سج رہی ہیکل

نظربازی کرے چہرہ پلو موتی جھلکے تعویذ حمائل

نگارے گلعذارے نوبہارے نازپیرائے

ایک معشوق پہول جیسے گال والا۔ نوجوان نخرہ کرنیوالا

دلارامے پری شکلے بتے شوخے دلارائے

ایک معشوق ۔پری کے مانند صورت رکھنیوالا صنم۔ ایک معشوق، ایک دلکو آرام دینے والا

نثر۔ مجھے ایک ایسا نازنین (اور) چنچل شوخ نظر آیا کہ جسکی سج دہج دیکھکر میرا دل بیکل ہوگیا۔ ادا بھی چلبلی (تھی) اور آن مین بھی کچھہ عجب چہلبل (تھی) ظالم کی فسون گر انکھڑیان جسپر کاجل لگا (کر) کبھی نظرین لڑائے اور کبھی مکھڑے آنچل لے۔ اور کان مین پڑا جھلکے۔ گلے مین ہیکل سج رہی۔ نگارے۔ گلعذارے۔ نوبہارے۔ نازپیرائے۔ دلارامے پری شکلے۔ بتے۔ شوخے۔ دلارائے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ کل مجھے ایک ایسا نازنین چلبلا معشوق دکہا کہ جسکے بناؤ سنگار کو دیکھکر مین بیقرار ہوگیا۔ اسکے نخرہ مین چلبلاپن اور انداز مین بھی عجب شوخی تھی۔ بیرحم نے اپنی نہایت خوبصورت اور جادو کا سا اثر کرنیوالی آنکھونمین سرمہ لگا رکھا تھا۔ کبھی تو آنکھہ سے آنکھہ ملاتا تھا اور کبھی شرما کر منہ پر پلو ڈال لیتا تھا۔ کان مین چمکدار موتی اور گلے مین حمائل تھی۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ایک پھول جیسے گال۔ پری کے مانند صورت رکھنے اور نخرے کرنے والا چنچل نوجوان معشوق بھی تھا اور دل کو آرام دینے اور آراستہ کرنے والا بھی تھا۔

غزل

وہ اشعار جن میں عورتوں کے عشق کا ذکر ہو

دیر سے آج جو نکلے بت ذیشان کئی (۸۴) لے گئے صبر کئی۔ دل کئی۔ ایمان کئی

بتکدہ ۔ معشوق شان والے ۔ شکیبائی۔ من ۔ عقیدہ

شعر۔ آج دیر سے جو کئی بت ذیشان نکلے کئی صبر کئی دل اور کئی ایمان لے گئے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ آج بت خانہ سے بہت سے ایسے شاندار اور حسین معشوق باہر نکلے کہ ان میں سے کسی نے میرا صبر کسی نے دل اور کسی نے عقیدہ چھین لیا یعنی بہت سوں نے مجھے اپنا عاشق بنا لیا۔

اب تو ٹک منہ کو دکھا یار کہ نرگس بن کر (۸۵) نکلے ہیں خاک چمن سے تری حیران کئی

ذرا ۔ صورت ۔ دوست۔ ایک پھول ۔ پیدا ہوئے ہیں ۔ باغ ۔ پریشان

شعر۔ یار اب تو ٹک منہ کو دکھا کہ تیرے کئی حیران خاک چمن سے نرگس بن کر نکلے ہیں۔

مطلب۔ شاعر معشوق سے کہتا ہے کہ اے یار باغ میں جو بہت سے نرگس کے پھول کھلے ہوئے ہیں وہ حقیقت میں پھول نہیں ہیں۔ بلکہ وہ تیرے کئی طالب دیدار اور ششدر عاشق ہیں جو خاک ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ گلشن کی مٹی سے تجھکو دیکھنے کے لئے آنکھ جیسی شکل رکھنے والے نرگس کے پھول کی شکل میں پیدا ہوئے ہیں۔ اسلئے اب تو خدا کے لئے ان بیچاروں کو اپنی پیاری پیاری صورت دکھلا دے۔

اسکے دامن سے لگوں ساتھ چلوں پاؤں پڑوں (۸۶) خاک ہوں تو بھی ہیں جی میں مرے ارمان کئی
معشوق کے پلو لپٹ جاؤن قدمبوسی ہوؤں خاک ہوگیا ہوں دلمین حسرتین ہزاروں

نثر۔ اسکے دامن سے لگون۔ ساتہہ چلون پاؤن پڑون۔ خاک ہون تو بھی میرے جی مین کئی ارمان ہین۔

مطلب۔ عاشق کہتا ہے کہ اگرچہ مین اپنے معشوق کے عشق مین مر مٹ کر خاک ہوگیا ہون۔لیکن ابتک بھی میرے دلمین ہزارون حسرتین باقی ہین۔اس خاک شدہ حالت مین بھی مین یہ چاہتا ہون کہ خاک کی طرح کبھی اپنے پیارے کے دامن سے لپٹ جاؤن۔کبھی اسکے ساتھہ ساتھہ چلون اور کبھی اسکی قدمبوسی کیا کرون۔

جو فقر مین پوری ہین وہ ہر حال مین خوش ہین (۸۷) ہر کام مین ہر دام مین ہر چال مین خوش ہین
فقیری کامل حالت شادمان کاج جال چلن خرم
گر مال دیا یار نے تو مال مین خوش ہین بے زر جو کیا تو اسی احوال مین خوش ہین
دولت خدا دہن شاد مفلس حال خورسند
افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین
مفلسی فلاکت خوش نصیبی
پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین

نثر۔ وہ ہر حال مین خوش ہین جو فقر مین پورے ہین۔ہر کام مین ہر دام مین ہر حال مین خوش ہین۔یار نے اگر مال دیا تو مال مین خوش ہین۔افلاس مین ادبار مین اقبال مین خوش ہین۔جو ہر حال مین خوش ہین وہ پورے مرد ہین۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ جو فقیر کامل ہوتے ہین۔وہ ہر کام۔ہر جال۔ہر چلن۔اور ہر حالت مین راضی بقضا ہو کر خوش رہتے ہین۔اگر خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے

انہین مال و دولت عنایت فرماتا ہے تو امارت مین اور اگر کسی مصلحت سے مفلس بنا دیتا ہے تو اسی مفلسی ۔ تنگدستی اور فلاکت مین اور نصیبہ وری مین خوش رہتے ہین حقیقت مین جو لوگ ۔ رنج وغم خوشی و شادمانی ۔ ہر حالت مین خوش و خرم رہتے ہین ۔ وہی پورے مرد ہین ۔ کیونکہ رنج و مصیبت کے دنون مین رنجیدہ اور راحت و آرام کے زمانہ مین شاد تو ایک نامرد بھی رہسکتا ہے ۔

---

(۸۹)

گر اسنے اوڑہایا تو لیا اوڑہ دوشالا | کمل جو دیا تو وہی کاندہے پہ سنبہالا
(خدا نے — شال — بخشا — عنایت کی — ڈال لی)

چادر جو اوڑہائی تو وہی ہوگئی بالا | بند ہوائی لنگوٹی تو وہین ہنس کے کہا لا
(اوپر — کپڑے کی چہوٹی پیری — خوش ہو کر محبت کہ)

پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین
(لباس — پگڑی — ٹپکا)

پورے ہین وہی مرد جو ہر حال مین خوش ہین
(کامل — حالت)

نثر ۔ اسنے اگر دوشالا اڑہایا تو اوڑہ لیا ۔ جو کمل دیا تو وہی کاندہے پہ سنبہالا جو چادر اوڑہائی تو وہی بالا ہوگئی ۔ لنگوٹی بند ہوائی تو ہنس کے کہا (کہ) لا ۔ پوشاک مین دستار مین رومال مین خوش ہین ۔ جو ہر حال مین خوش ہین وہی پورے مرد ہین ۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے کہ فقیر کامل ہر حالت مین خدا کی فرمان برداری کرتے ہین ۔ اگر خدا اُن کو بادشاہ بنا کر شال و دوشالا مرحمت فرماتا ہے تو اُسکو وہ اوڑہتے ہین ۔ اور اگر فقیر بنا کر کمل عنایت فرماتا ہے تو اُسی کو کاندہے پر ڈال لیتے ہین ۔ اگر چادر اوڑہاتا ہے تو وہ اسکو سب کے اوپر اوڑہ لیتے ہین اور اگر تنگدست کر کے لنگوٹی بند ہواتا ہے تو ہنسی

خوشی لنگوٹی باندہنے کے لئے تیار ہوتے ہین۔لباس۔پگڑی۔پٹکہ غرض جو کچہہ انہین ملتا ہے وہ اسی مین خوش رہتے ہین۔اور کبہی ہر کس وناکس کے سامنے ہاتہہ نہین پہیلاتے حقیقت مین وہی پورے مرد ہوتے ہین جو رنج وغم اور راحت وآرام کے زمانہ مین برابر شاد رہتے ہین کیونکہ خوشی کے زمانہ مین خوش اور غم کے زمانہ مین غمگین تو ایک نامرد بہی رہسکتا ہے۔

دنیائے دون کے بیان مین

کم ذات یا کمینی دنیا — ذکر

یہ جتنا خلق مین اجا بجا تماشا ہے (۸۹) جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے

جسقدر۔ دنیا — ہر جگہ — خدا کا

نہ جانو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے — جدہر کو دیکہو ادہر اک نیا تماشا ہے

سوجا — چہوٹا — نرالا

غرض مین کیا کہون دنیا ہی کیا تماشا۔

کچہہ کہہ نہین سکتا — عجب

نثر۔ اب خلق مین جا بجا یہ جتنا تماشا ہے۔جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے۔ یارو اسے کم نہ جانو یہ بڑا تماشا ہے جدہر دیکہو ادہر ایک نیا تماشا ہے غرض مین کیا کہون دنیا بہی کیا تماشا ہے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے کہ دنیا مین یہ جس قدر تماشا ہو رہا ہے اگر چشم غور سے دیکہو تو یہ سب خدائے وحدہ لاشریک ہی کا تماشا ہے۔اسلیئے اے دوستو تم اس تماشے کو چہوٹا تماشا مت سمجہو یہ بہت بڑا تماشا ہے۔کہ صرف خدا کی ایک ذات اتنی بے شما شکلون مین ظاہر ہو رہی ہے۔دنیا مین جدہر دیکہو ادہر ایک نہ ایک عجیب وغریب تماشا نظر آتا ہے۔الغرض دنیا کچہہ ایسی طرفہ طلسم ہے کہ مین کچہہ بیان نہین کر سکتا۔

(۹۲) جو ہیں نجیب نسب کے وہ بندے چیلے ہیں | کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں

شریف۔ خاندانی۔ غلام و خدمتگار | سفلے ... نرالے

جو باز شکرے ہیں پاپڑ کھڑے وہ بیلے ہیں | لگھڑ تو مر گئے الو شکار کھیلے ہیں

شکاری جانور۔ تنگی و عسرت سے گزار رہے ہیں | ایک شکاری جانور۔ جانوروں کو مارتے ہیں

غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

عجب

نثر ۔ جو نجیب نسب کے ہیں وہ بندے چیلے ہیں۔ کمینے اپنی بڑی ذات کے نویلے ہیں۔ جو باز شکرے ہیں وہ کھڑے پاپڑ بیلے ہیں۔ لگھڑ تو مر گئے الو شکار کھیلے ہیں۔ غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے کہ اب دنیا میں جو شریف اور خاندانی لوگ ہیں وہ یا تو کسی کے غلام ہیں یا خدمتگار ہیں۔ اور کمینوں نے دنیوی ترقی کرکے انوکھی طرز اختیار کر رکھی ہے باز اور شکرے جیسے شکاری جانور یعنی عالی خاندان اور بزرگ لوگ تو نہایت تکلیف اور مصیبت کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور لگھڑ جیسے شکاری جانور کے فنا ہو جانے سے الو بھی جانوروں کو شکار کرنے لگے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے مدبروں اور خداترس لوگوں کے دنیا سے اٹھ جانے کی وجہ سے نالائقوں اور الوؤں کی کچھ ایسی بن آئی ہے کہ وہ خدا کی مخلوق کو خوب ستا رہے ہیں۔ الحاصل دنیا کچھ ایسی تماشے کی جگہ ہے کہ میں کچھ بیان نہیں کر سکتا۔

(۹۳) عزیز تھے جو ہوئے چشم میں سبھوں کی حقیر | حقیر تھے سو ہوئے سب میں صاحب توقیر

قابل عزت ... آنکھوں میں ... ذلیل | بے قدر ... عزت والے

عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر | اچنبھے خلق کی کیا کیا کروں بیان نظیر

عجیب قسم کی ... رفتار زمانہ ... اثر | عجیب باتیں۔ کس قدر ... میں کہوں

غرض مین کیا کہون دنیا بھی کیا تماشا ہے

عجب

نثر۔ جو فرشتے تھے سبہون کے چشم مین حقیر ہوئے۔ حقیر تھے سو صاحب توقیر ہوئے عجب طرحکی ہوائین مین اور عجب تاثیر رہی نظرین خلق کے کیا کیا اچنبھے بیان کرون غرض مین کیا کہون دنیا بھی کیا تماشا ہے۔

مطلب۔ شاعر اپنے ہی کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے نظیر مین دنیا کی کن کونسی عجیب وغریب باتون کو بیان کرون۔ رفتار زمانہ کا عجب عالم ہے۔ اور اسکے عجیب اثر ہین۔ پہلے جو لوگ ساری دنیا کی نظرون مین معزز اور صاحب توقیر سمجھے جاتے تھے۔ اب وہ ذلیل وخوار۔ اور جو بے قدر و بے وقار خیال کئے جاتے تھے وہ قابل عزت وحرمت ہوگئے ہین۔ انقلاب روزگار سے شریفون کی مٹی پلید ہو رہی ہے۔ اور کم ذاتون کا بازار خوب گرم ہے۔ قصہ مختصر دنیا ایسی انوکھی جگہ ہے کہ مین کچھہ بیان نہین کرسکتا۔

خواب دیکھنے کے بیان مین

(۹۲)

خونریز ابرو جانان کی قاتل ہر اک نگاہ ۔ مژگان وہ برچھیون کیلئے قتل پر ہی سپاہ

مہندی سے انگلیون نے کئی خون بیگناہ ۔ آنکھون مین کھینچ رہا تھا وہ کاجل غضب سیاہ

پڑ جائے جس سے دلمین فرشتون کے ہڑبڑی

(حواشی: رویا — قاتل: بہون — جلاد: نظر — پلکین: تیرون کو — آمادہ: فوج — حنا: مہندی — خون ناحق: خون بیگناہ — سرمہ: کاجل — کالا: سیاہ — پیدا ہوجائے: پڑ جائے — ملائک کے: فرشتون کے — گھبراہٹ: ہڑبڑی)

نثر - خونریز ابرو اور ہر ایک نگاہ جان کی قاتل - وہ مژگان (کہ) برچھیوں کو لئے پا دل رہی تہی - انگلیوں نے مہندی سے خون بہا دیا - آنکہوں مین زدہ غضب سیاہ کاجل کہنچ رہا تہا جن سے فرشتوں کے دل مین شہر پڑ جاتے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ مین نے خواب مین ایسا ایک معشوق دیکہا کہ اسکی بہوین خون کرنے والی اور ہر ایک نظر جان کو قتل کرنے والی تہی - پلکون کا یہ عالم تہا کہ گویا ایک فوج بہالا لئی ہوئی کہڑی ہے .. اسکی انگلیون نے حنا کے ذریعہ سے بہت سے خون ناحق کئے ہیں - اور اسکی آنکہوں مین ایسا کالا سرمہ لگا ہوا تہا کہ جسکو دیکہکر ملائک کے دلون مین بہی گہبراہٹ پیدا ہو جا سکتی ہے -

---

(۹۳)

زلفیں وہ مشک ناب سی چہرہ وہ چاند سا جگنوں رہا گلے مین ستارا سا جگمگا

کاکلیں - کستوری سی - رخ - ماہ کی مانند - گلے کا ایک زیور

گہنے کا وصف یا کہ بدن کی کہوں صفا تہا تاسا سرخ جوڑے مین تن یون جہلک دکہا

زیور - تعریف - جسم - پاکیزگی - لال - لباس - جسم - چمک

گویا شفق مین آنکے بجلی چمک پڑی

سرخی ہنگام شام - برق - چمک گئی

نثر - وہ مشک ناب سی زلفیں وہ چاند سا چہرہ - جگنوں گلے مین ستارا سا جگمگا رہا . گہنے کو وصف یا کہ بدن کی صفا کہوں - سرخ جوڑے مین تن یون جہلک دکھا جاتا تہا گویا بجلی شفق مین آن کر چمک پڑی تہا -

مطلب - شاعر کہتا ہے جس معشوق کو مین نے خواب مین دیکہا تہا - مین اسکے زیور کی تعریف کرون یا اسکے پاک وصاف جسم کی توصیف کرون - اسکے گلے مین جگنوں جو ایک گلے مین پہننے کا زیور ہوتا ہے ستارہ کی طرح چمک رہا تہا - اسکی ماہتاب جیسی صورت

بال بھی سیاہ اور خوشبودار کلیں - اور سرخ پوشاک تھی - اور دھما سرخ زیبا مین اسکا پاک وصاف بدن اسطرح چمکتا تھا جسطرح مشتری ستارہ چمک نورانی ہے -

کلجگ کے بیان مین

(پاپ کا زمانہ) (ذکر)

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یانگی ساتھ لے ﴿٦٣﴾ نیکی کا بدلہ نیک ہے بد سے بدی کی بات لے

(ترازو ہاٹ — سودا — خرید کر لے — بہلائی — اچھا — بدی — برائی کی)

میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے آرام دے آرام لے - دکھ درد دے آفات لے

(پھل — میوہ — سکھ — تکلیف — آفتین)

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے

(پاپ کا زمانہ — اچھا زمانہ — دنیا مین - آج دے کل پالے)

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

نثر - دنیا عجب بازار ہے یان کی کچھ جنس ساتھ لے (الوٹ - باقی تینون مصرعے نثر ہی کی حالت مین ہین) کلجگ نہین ہے) یہ کرجگ یان دن کو دے - اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے - اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے -

مطلب - شاعر انسان سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ لوگ جسے دنیا کہتے ہین - وہ ایک عجیب غریب مارکٹ ہے - تو بھی اس نرالے ہاٹ سے - بھلا برا جس قسم کا چاہے تھوڑا بہت سودا خرید لے - اس بازار مین نیکی کرنے سے نیکی اور برائی کرنے سے برائی حاصل ہوتی ہے جو اورون کو پھل پھول میوہ وغیرہ دیتے ہین - انہین بھی عوض مین یہی چیزین مل جاتی ہین - سکھی ہمیشہ آرام سے رہتے ہین - اور دکھ دینے والے

سے نہ رحم موذیون کو ہمیشہ آفتین جہیلنی پڑتی ہین۔ کیونکہ یہ زمانہ باپ کا زمانہ نہین ہے
بلکہ ایسا اچہا زمانہ ہے کہ ہم آج جو کچہہ بہلائی کرتے ہین یا برائی اسکا بدلہ ہمین دوسرے
ہی دن ملجاتا ہے۔ دنیا کے بازار کا یہ کیا اچہا نقد بیوپار ہے کہ کہرا کہوٹا جس قسم کا سکہ
ایک ہاتہہ سے دیا جاتا ہے اسکا اسی قسم کا عوض فوراً دوسرے ہاتہہ مین دہر دیا جاتا ہی

کانٹا کسی کو مت لگا گو مثل گل پہولا ہی تو (۶۶) وہ تیرے حق مین تیر ہی کس بات پر پہولا ہی تو
(خار — اگرچہ — مانند — شگفتہ ہوا ہی — وہ کانٹا — خدنگ — خوش ہوا ہی)

مت آگ مین ڈال اور کو پہر گہاس کا پولا ہی تو سن رکہہ یہ نکتہ بیخبر کس بات پر پہولا ہی تو
(آتش — گہاس — گٹہا — کام کی بات — غافل — غافل ہوا ہی)

کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یان دنکو دی اور رات لے

(زمانہ فساد کا قرن)

کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتہہ دی اس ہات لے

نثر — تو گو مثل گل پہولا ہے (مگر) کسی کے کانٹا مت لگا وہ (کانٹا) تیرے
حق مین تیر ہے تو کس بات پر پہولا ہے۔ اور کو آگ مین مت ڈال پہر تو گہاس کا پولا ہی
بیخبر یہ نکتہ سن رکہہ تو کس بات پر پہولا ہی۔ کلجگ نہین (ہے) یہ کرجگ ہے یہان دنکو
دے اور رات لے کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے۔

مطلب — شاعر انسان کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تو باغ دنیا مین پہول کے مانند بہی شگفتہ
یعنی خوشحال اور فارغ البال ہوگیا ہے تو بہی کسی کے کانٹا چبہوکر خوش مت ہو کیونکہ
اس کانٹے کے بدلے جو تو دوسرے کو لگائے گا تجہکو بہی تیر کا زخم کہانا پڑے گا۔
تو دوسرے کو آگ مین جلاکر تکلیف نہ دے۔ اسلئے کہ پہر تجہکو بہی گہاس کے پولے کی

طرح جانا پڑے گا - اے بیوقوف - تو کس بات سے غافل ہو گیا ہے - ہوشیار ہو اور یہ کام کی بات ہمیشہ یاد رکھ کہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہیں ہے بلکہ (نوٹ بقیہ مطلب صفحہ نمبر ۶۹ کے مطلب مین دیکھو -)

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہی پُرا (۹۶) جو اور کے مارے چھری اسکے بھی لگتا ہی چھرا

دوسرا — آبادی — آباد رہتا ہے — معمورہ — غیر — خنجری — خنجر

جو اور کی توڑے ڈھیری اسکا بھی ٹوٹے ہی ڈھیر — جو اور کی چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہی برا

پرایا — کیلی — محور — بیگانہ — برائی چاہے — نقصان

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دنکو دی اور رات لے

پاپ کا زمانہ - اچھا زمانہ

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دی اس ہاتھ لے

نثر - جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی پُرا بستا ہے - جو اور کے چھری مارے اسکے بھی چھرا لگتا ہے - جو اور کی ڈھیری توڑے - اسکا بھی ڈھیر ٹوٹے ہے - جو اور کی بدی چیتے اسکا بھی برا ہوتا ہے - کلجگ نہین یہ کرجگ ہے - یان دن کو دے اور رات لے کیا خوب نقد سودا ہے اس ہاتھ دے - اور اس ہاتھ لے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ دنیا مین جو دوسرے کی آبادی چاہتے ہین انکا معمورہ بھی ہمیشہ آباد رہتا ہے - جو دوسرے کو خنجری سے زخمی کرتے ہین - انہین بھی خنجر کا زخم کہانا پڑتا ہے - جو دوسرون کی کیلی یا لوہے کی وہ سلاخ جسپر پہیہ چکر کہاتا ہے توڑ ڈالتا ہے اسکا بھی محور ٹوٹ جاتا ہے - یعنی جو دوسرے کی گاڑی مین روڑا اٹکا دیتا ہے - اسکا بھی کام خراب ہو جایا کرتا ہے - اور جو دوسرے کے

کل پائیگا یا پاتا ہے ۔ ایسا ہی ویسا ہو جاتا ہے کہ جیسا کرن ویسا بھرن ۔ ایسی شکل اسکے
دن لیکر پچھتا وا آتی ہے ۔ اور یہ ہر ایک مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہیں ہے
بلکہ (نوٹ بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۴۹ کا مطلب دیکھو)

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پا ویگا ⓪ گیہوں سے گیہوں جو سے جو چانول سے چانول پاویگا
جو شخص میوہ ہمیشہ گندم برنج

جو آج دیویگا یہاں ویسا ہی وہ کل پا دیگا کل دیویگا کل پاویگا ۔ کلپا دیگا ۔ کلپا دیگا
جو کچھ دنیا میں قیامت کو دن آرام سکھ تکلیف دیگا ۔ دکھ بھریگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
زمانہ فساد کا قرن ۔ اچھا زمانہ
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

نثر (پہلے دونوں مصرع نثری میں ہیں) وہ جو آج یہاں دیویگا ۔ کل ویسا ہی پادیگا
(یہ چوتھا مصرع بھی نثری ہے) کلجگ نہیں یہ کرجگ ہے یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے ۔

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے کہ جو شخص دوسرے کو میوہ عنایت کریگا اسکو بھی ہمیشہ میوہ
ملیگا ۔ اور وہ گندم سے گندم جو سے جو اور چانول سے چانول یعنی جیسے کاموں کے ویسے
ہی نتیجے پاویگا ۔ آج دنیا میں جو جس کسی کے ساتھ اچھا برا جیسا سلوک کریگا کل قیامت کے
دن اسکو ویسا ہی اسکا عوض ملجائیگا ۔ جو آرام دیگا وہ سکھ سے رہیگا اور جو دوسروں کو
تکلیف دیگا وہ خود بھی دکھ بھریگا ۔ کیونکہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہیں ہے ۔ بلکہ (نوٹ
بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۴۹ کا مطلب دیکھو)

جو چاہے سو لے لے اس گھڑی سب جنس یاں تیار ہے (۹۸) آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے

وقت چیز مہیا سکھ تکلیف

دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

دہر وسط دریا مشکل آسان کر مشکل آسان ہوجائیگی

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے

پاپ کا زمانہ اچھا

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اچھا

نثر۔ یاں اس گھڑی سب جنس تیار ہے جو چاہے سو لے لے۔ آرام میں آرام ہے۔ آزار میں آزار ہے۔ میاں اسکو دنیا نہ جان۔ یہ دریا کی منجدھار ہے (تو) اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے۔ کلجگ نہیں یہ کرجگ ہے۔ یاں دن کو دے اور رات لے کیا خوب نقد سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے اے میاں اسوقت بھلی بری ہر قسم کی چیزیں دنیا میں تیار ہیں سکھ سے سکھ اور دکھ سے دکھ حاصل ہوتا ہے۔ تجھکو جس قسم کی چیزیں چاہئیں اپنے ساتھ لے لے۔ اور اس دنیا کو دنیا نہ سمجھ یہ سمندر کے ٹھیک درمیانی حصہ کی طرح وہ خطرناک جگہ ہے کہ جو اسکے چکر میں آجاتا ہے وہ پھر ڈوبے بغیر نکلنے نہیں پاتا۔ اسلئے اگر تو یہ چاہتا ہے کہ اس بحر جہان میں تیری کشتی سلامتی کے ساتھ کنارے آلگے تو تو بھی دوسروں کی مشکل آسان کر کیونکہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہیں ہے بلکہ (نوٹ۔ بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۹۴ کا مطلب دیکھو)

تو اوروں کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے (۹۹) کر مشکل آسان اوروں کی تجھکو بھی آسانی ملے

توصیف تعریف مصیبت سہولت

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

اچھا

شرح - یہان جو کچھ کرنا ہو کر بیگ کہ یہ دم تو کوئی آن ہے - نقصان مین نقصان ہے - احسان مین احسان ہے - یان تہمت مین تہمت لگے - طوفان مین طوفان ہے - رحمان کو رحمان ہے - شیطان کو شیطان ہے - کلجگ نہین یہ کرجگ ہے - یان دن کو دے اور رات لے - کیا خوب نقد سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ زندگانی چند روزہ ہے - اور دم کا کچھ بہروسہ نہین ہے - اسلئے تجہے دنیا مین جو کچھ کرنا ہے جلدی سے کرلے - یہان نقصان کرنے سے نقصان اور بہلائی کرنے سے نیکی حاصل ہوتی ہے - الزام لگانے سے الزام اور بہتان لگانے سے بہتان لگایا جاتا ہے - کریم کو پروردگار مل جاتا ہے - اور نافرمان کو سرکش سے پالا پڑتا ہے یعنی جو اوروں کے ساتھ جسطرح پیش آتا ہے دوسرے بھی اسکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتے ہین - کیونکہ یہ زمانہ باپ کا زمانہ نہین ہے - بلکہ (بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۹۴ کا مطلب دیکھو)

(۱۰۱) یان زہر دے تو زہر لے شکر مین شکر دیکھ لے نیکو نکو نیکی کا مزہ موذی کو ٹکر دیکھ لے

لطف - ظالم - ٹھوکر ستایا تحفہ

سم

موتی دے موتی لے مین پتھر دے پتھر دیکھ لے گر تجھکو یہ باور نہین تو تو بھی کر کر دیکھ لے

در جوہر سنگ یقین آزما کر دیکھ لے

کلجگ نہین کرجگ ہے یہ یان دن کو دے اور رات لے

باپ کا زمانہ - اچھا زمانہ

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

نثر (چاروں مصرع نثر ہی ہیں) کلجگ نہیں یہ کرجگ ہے - یہاں دن کو دے
اور رات لے - کیا خوب نقد سودا ہے - اس ہاتھہ دے اس ہاتھہ لے -

مطلب - شاعر کہتا ہے کہ دنیا دار مکافات ہے - یہاں اگر تو کسی کو زہر دیگا تو
تجھکو بھی زہر کھانا ہوگا - تو دوسرے کو شکر کھلائیگا تو تیرا منہ بھی میٹھا کیا جائیگا جو موتی
دے گا اُسے موتی ملے گا - اور جو پتھر دے گا وہ پتھر پائے گا - اگر تجھے اس بات کا
یقین نہ ہو تو تو بھی زہر، شکر، موتی، پتھر وغیرہ دے - اور آزما کر دیکھہ لے - تجھکو
تیرا تجربہ بتلا دے گا کہ دنیا میں نیک آدمی نیکیاں کرکے سکھہ پاتے ہیں - اور تکلیف
پہنچانے والے ظالم ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے ہیں کیونکہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہیں ہے
بلکہ (نوٹ - بقیہ مطلب کے لئے بیت نمبر ۹۴ کا مطلب دیکھو)

اپنے نفع کیواسطے مت اور کا نقصان کر (۱۰۲) تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات پر تو دھیان کر

فائدہ — زیان — ٹوٹا

کھانا جو کھا تو دیکھکر پانی جو پی تو چھان کر — یاں پاؤں کو رکھہ پھونک کر اور خوف سے گزران کر

غذا — صاف کرکے — دنیا میں - ڈرتے ڈرتے کچھہ کر — ڈر - زندگی گزار

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے

پاپ کا زمانہ — اچھا زمانہ

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھہ دے اس ہات لے

اچھا

نوٹ - لفظ نفع میں کے حرف (ف) کو جو ساکن ہے متحرک باندھنا اگرچہ غلطی ہے لیکن
چونکہ محاورہ میں (ف) متحرک ہی بولا جاتا ہے اسلئے شاعر نے بھی اسے متحرک ہی باندھا ہے

نثر۔ (تو) اپنے نفع کے واسطے اور کا نقصان مت کر۔ تو اس بات پر دھیان کر (کہ) تیرا ہی نقصان ہوویگا۔ (تو) جو کھانا کھا تو دیکھکر (کھا) پانی جو پی تو چھانکر (پی) پاؤں پاؤں کو پھونک کر رکھہ اور خوف سے گزران کر۔ کلجگ نہیں یہ کرجگ ہے یاں دن کو دے اور رات لے۔ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اس ہاتہہ لے۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے تو اپنے ذاتی فائدہ کیلئے دوسرے کا نقصان نہ کر اور اس بات کو ہمیشہ یاد رکھہ کہ تو اگر دوسرے کا نقصان کریگا تو تیرا ہی نقصان ہوگا۔ ہمیشہ خوراک کو دیکھہ بھال کر اور پانی کو صاف کرکے استعمال کیا کر۔ دنیا بڑی دہوکے کی ٹٹی ہے اسلئے یہاں ہوشیاری کے ساتھہ زندگی بسر کر۔ جو کام کر نہایت احتیاط سے کر اور کرنے سے پہلے اسکے تمام نشیب و فراز اور انجام کو خوب اچھی طرح سوچ لے تاکہ تو گمراہ ہوکر عذاب میں نہ پڑے کیونکہ یہ زمانہ باپ کا زمانہ نہیں ہے۔ بلکہ (نوٹ۔ بقیہ مطلب شعر نمبر ۹۴ کا مطلب دیکھو)

غفلت کی یہ جا نہیں یاں صاحب ادراک رہ　(۱۰۴)　دلشاد رکھہ دلشاد رہ غمناک رکھہ غمناک رہ

بیخبری　عقل والا عمر گزار　خوشدل　غمگین رنجیدہ

ہر حال میں تو بھی نظر اب ہر قدم کی خاک رہ　یہ وہ مکان ہے او میاں ہاں پاک رہ بیباک رہ

بہرحال　سب کا خدمتگار بنا رہ　ایسی جگہ　صاف　بیخوف

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے

باپ کا زمانہ　اچھا زمانہ

کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتہہ دے اس ہات لے

اچھا

نثر - یہ غفلت کی جگہ نہین ہے - یان صاحب ادراک رہ - دلشاد رکھہ دلشاد رہ غمناک رکھہ غمناک رہ نظیر تو بہی ہر حال مین ہر قدم کے خاک رہ اور یان یہ وہ جگہ ہے یان پاک رہ بیباک رہ - بیباک نہین یہ کہ جگہ ہے یان دن کو دے اور رات لے - کیا خوب نقد سودا ہے - اس ہاتہہ دے اُس ہاتہہ لے -

مطلب - شاعر پہلے دوسرے کو نصیحت کرتا ہے کہ تو اس بہول بہلیان مین آکر دیوانہ نہ بن - دنیا غفلت کرنے اور بے خبر رہنے کی جگہ نہین ہے یان ہمیشہ ہوشیار رہ نہین تو مصیبت پچہتائیگا - اگر تو خوش رہنا چاہتا ہے تو دوسرے کو خوش رکہ اور رنجیدہ رہنا چاہتا ہے تو دوسرے کو غمگین رکہہ - پہر شاعر اپنے ہی کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ اے نظیر تو بہی دنیا مین ہر شخص کا خدمتگار بن کر زندگی بسر کر - دنیا بڑا نازک مقام ہے اسلیے تو یہان آلائشون سے پاک اور بند شون سے بے لگاؤ رہ اور کسی سے خوف نہ کر کیونکہ یہ زمانہ پاپ کا زمانہ نہین ہے بلکہ (نوٹ - بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۴۹ کا مطلب دیکہو)

دیکہہ ٹک غافل چمن کو گلفشانی پہر کہان (۱۰۴) یہ بہار عیش یہ شور جوانی پہر کہان
ذرا   نیچر   بہار   زمانہ شادمانی - جوانی کا ولولہ

ساقی و مطرب شراب ارغوانی پہر کہان   عیش کر خوبان مین اے دل شادمانی پہر کہان
پیر مغان   قوال   مے   نہایت سرخ   معشوق   خوشی

شادمانی گر ہوئی تو زندگانی پہر کہان
خوشی   زندگی

نثر - غافل ٹک چمن کو دیکہہ گلفشانی پہر کہان (نوٹ - اسکے بعد کے دونون مصرع نثر ہی مین) اے دل خوبان مین عیش کر شادمانی پہر کہان - گر شادمانی ہوئی تو زندگانی

سیر کہان۔

مطلب۔ شاعر کہتا ہے۔ اے دل اول تو گلفشانی۔ شورہ انی۔ ساقی۔ مطرب۔ شراب ارغوانی۔ اور شادمانی یہ ساری چیزیں انقلاب روزگار سے تھوڑے ہی زمانہ میں بالکل نیست و نابود ہو جانے والی ہیں۔ دوسرے اگر یہ ساری چیزیں یونہی بنی رہیں بھی تو کیا۔ تیری زندگی ختم ہو جائے گی اور تو ان سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھا سکیگا اسلئے زمانہ شادمانی میں خوش منا معشوقوں کے ساتھ مزے اڑا۔ شراب ارغوانی پی۔ گانا سن۔ جوانی کی حسرتیں نکال لے اور گلستان جہان کی ذرا سیر کر لے۔ کیونکہ ؎ باغ عالم کی ہے یہ ساری فضا دو چار دن۔

رکھہ بوجھہ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا (۱۰۵) گھیرا خرابیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بار اونٹ آفتوں فوج

ٹہ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا مفلس کا زرد چہرہ جو زر ملا تو ایسا
تاج غریب منہ

آنسو جو غم سے ٹپکا گوھر ملا تو ایسا
اشک رنج گرا موتی

نثر۔ اشتر ملا تو ایسا (ملا کہ) بوجھہ سر پہ رکھہ (رکھے) نکلا۔ لشکر ملا تو ایسا (کہ) خرابیوں نے گھیرا۔ افسر ملا تو ایسا (کہ) جو سر کے بال ٹہ گئے۔ زر ملا تو ایسا جو مفلس کا زرد چہرہ۔ گوہر ملا تو ایسا جو آنسو غم سے ٹپکا۔

مطلب۔ شاعر اپنی تنگدستی اور مفلسی کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ روز ازل میں **قطعہ** قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے ٭ جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ٭ غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

یعنی دنیاکی ۔ نے اور خدا کی خدائی کو اپنا بنانے کے لئے امیرون کو ہزارون مصیبتین جھیلنی اور تکلیفین اٹھانی پڑتی ہین ۔ اور فقیر کنج تنہائی اور نان جوین پر قناعت کرکے نہایت آسانی کے ساتھہ مخلوق کو اپنا بنا لیتے ہین یہان ہر وقت لڑائی جھگڑے بھی ہوتے ہین اور منصفی بھی ہوتی ہے جو دوسرون کو خوش کرتے ہین وہ بھی خوش ہوتے ہین اور جو اورونکو شکست دیتے ہین ۔ ان کو بھی شکست کھانی پڑتی ہے کیونکہ دنیا مین نہ کچھہ دیری ہوتی ہے نہ ناانصافی بلکہ یہان ایسی منصفی اور عدل گستری ہے اور یہان کا معاملہ ایسا صاف صاف اور جلد ہونے والا ہے کہ ہر شخص ادہر جو کچھہ کرتا ہے ادہر فوراً اسکا عوض پا لیتا ہے اور ہر آدمی کو اپنے اچھے برے افعال کا بھلا برا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے ۔

جو اور کسیکی جان بخشی تو حق اسکی بھی جان رکھے ⓵⓪⓪ جو اور کسیکی آن رکھے تو حق اسکی بھی آن رکھے

جو شخص · معاف کرے · جان بخشی کرے · اللہ · آبرو · خدا · عزت

جو یان کا رہنے والا ہو وہ دلمین اپنی جان رکھے · یہ ترت پھرت کا نقشہ ہے اس نقشہ کو پہچان رکھے

دنیا · مقیم ہے · جیمین سمجھے · بہت جلدی اور پھرتی سے · دنیا کی ہیئت

کچھہ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے

عرصہ · ناانصافی · عدل · منصفی

اس ہاتھہ کر اس ہاتھہ ملے یان سودا دست بدستی ہے

بیوپار · ہاتون ہاتھہ

نثر (نوٹ ۔ پہلے دونون مصرعے نثر ہی ہین) جو یان کا رہنے والا ہے (وہ) اپنے دل مین یہ جان رکھے (نوٹ ۔ آخر کے تینون مصرعے بھی نثر ہی ہین ۔)

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے دنیا مین رہنے والون کو چاہئے کہ وہ دنیا کی ہیئت اور اسکی نہایت تیزی اور پھرتی کے ساتھہ ہر آن بدلنے والی تصویر کو پہچان لین اور اپنے جی مین

سمجھ جاتین کہ یہان جو دوسرون کی خطائین بخشتا اور جان بچاتا ہے خدا اسکی جان کی بھی حفاظت کرتا ہے اور جو دوسرون کی عزت و ابرو کو صدمہ پہنچنے نہین دیتا اللہ اسکی بھی عزت و حرمت قائم رکھتا ہے ۔ کیونکہ دنیامین نہ کچھہ دیر کا ہوتی ہے نہ تاسف ۔ بلکہ (نوٹ ۔ بقیہ مطلب کیلئے بند نمبر ۱۰ کا مطلب دیکھو)

جو پار اتارے اورونکو اسکی بھی ناؤ اترتی ہے (۱۰۴) جو غرق کرے پھر اسکو بھی یان ڈبکو ڈبکو کرتا ہے

انجام کو پہنچا ہے ۔ ڈبوئے ۔ کشتی کنارہ لگ جاتی ہے ۔ غوطے کھاتی ہین

شمشیر تیر بندوق سنان اور نشتر تیر نہرنی ہے ۔ یان جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

تلوار ۔ ایک قسم کا تفنگ ۔ برچھا ۔ نشتر ۔ خدنگ ناخن گیر ۔ اعمال ہین ۔ بھگتنا ہے

کچھہ دیر نہین اندھیر نہین انصاف اور عدل پرستی ہے

اس ہاتھہ کرو اس ہاتھہ ملے یان سودا دست بدستی ہے

نثر ۔ جو اوروں کو پار اتارے اسکی بھی ناؤ اترتی ہے (نوٹ ۔ اسکے بعد کے پانچون مصرع نثر ہی ہین)

مطلب ۔ شاعر کہتا ہے دنیامین جو لوگ دوسرون کو کنارے پر لگاتے یعنی راہ راست بتلاتے ہین ان کی کشتی بھی سلامتی کے ساتھہ کنارہ پر پہنچ جاتی ہے یعنی وہ لوگ بھی دنیا سے گمراہ ہوئے بغیر چلے جاتے ہین ۔ اور جو دوسرون کو غرق کرتے یعنی راہ راست سے گمراہ کر دیتے ہین وہ خود بھی گمراہ ہو کر بھٹکتے پھرتے ہین ۔ یہان شمشیر تیر بندوق اور سنان کا جواب نشتر ۔ تیر اور نہرنی سے دیا جاتا ہے ۔ غرض جو جیسے جیسے اعمال کرتا ہے وہ ویسے ویسے نتیجے بھگتتا ہے کیونکہ دنیامین نہ کچھہ دیر ہی ہوتی ہے نہ

ناملائم بلکہ بیہودہ یہاں (نوٹ۔ بقیہ مطلب کے لئے بند نمبر ۱۰ کا مطلب دیکھو)

(۱) قصہ ہنس

کہانی راج ہنس

نوٹ حضرت نظیر اکبر آبادی کا یہ قصیدہ ابن سینا (ایک مشہور عربی شاعر) کے اس قصیدہ سے بہت مشابہت رکھتا ہے جسکا پہلا مصرع یہ ہے ۔ ھبطت الیک من المحل الارفع ورقاء۔ الخ۔ یعنی بلند جگہ سے میری طرف گرا اور چڑیا وغیرہ۔

آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا ۱ اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اس کا گزارا
نگری غریب صحرا درخت بسیرا

رہتے تھے بہت جانور اس پیڑ کے اوپر ۲ اسنے بھی کسی شاخ پہ گھر اپنا سنوارا
پرندے جھاڑ ٹہنی آراستہ کیا

دیکھا جو طیوروں نے اسے حسن میں خوشرنگ ۳ وہ ہنس لگا سب کی نگاہوں میں پیارا
پرندے جمال نظروں میں محبوب

باز و لگڑ و جرہ و شاہین ہوئے عاشق ۴ شکروں نے بھی شکر سے کیا اسکا مدارا
شکاری پرندوں کے نام ہیں چاہنے والے شکاری پرند آؤبھگت

زاغ و زغن و طوطی و طاؤس و کبوتر ۵ سب کرنے لگے اس سے محبت کا اشارا
کوّا چیل مور چاہت جتانے لگے

جتنے غرض اس پیڑ پہ رہتے تھے پرندے ۶ اس ہنس پہ ان سبنے دل و جان کو وارا
الحاصل تصدق کیا

صحبت جو ہوئی ہنس کی ان جانوروں میں ۷ یک چند رہا خوب محبت کا گزارا
ساتھ پرندوں کچھ دنوں الفت

اس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے ۸ اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

دوستوں کہنے لگا

لو یارو ہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو ۹ اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمہارا

دوستو ملک سازگار درخت

اسبات کے سنتے ہی جو ہر اک کو اڑی ہوش ۱۰ سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

اوسان جاتے رہے جدائی پسند

ہم چھٹتے نہیں ساتھ تمہارا ہی چلیں گے ۱۱ یہ درد تو اب ہمسے نہ جائیگا سہارا

دکھ سہا نہ جائیگا

اسمیں جو شب کوچ کی ہوئی صبح نمودار ۱۲ پر اپنا ہوا پر وہیں اس ہنس نے مارا

الوداعی رات ظاہر پنکھ پھیلایا

سب ساتھ چلے اسکے وہ ہمراز و ہواخواہ ۱۳ ہر ایک نے اڑنے کیلئے پنکھ پسارا

رازدار طرفدار پر پھیلایا

دو کوس اڑے تھے جو ہوئی ماندگی غالب ۱۴ پھر پر میں کسی کے نہ رہا قوت و یارا

تھکاوٹ زیادہ پنکھ طاقت توانائی

کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس ۱۵ کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس میں ہارا

کوئی پرند تھک گیا

جب دیکھی یہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں یار ۱۶ کوئی اور اڑا آگے جو تھا سب میں کرارا

تھک کر وقت سخت

پہلے ہی میں کوئی گرے اور باز بھی تھک گئے ۱۷ اس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا

زمین زاغ شکاری جانور مقام سب علیحدہ ہو گئے

سب رہگئے جو ساتھہ کے ساتھی تھے نظیر آہ

افسوس ساتھہ دینیوالے تھے تمام

آخر کے تئین ہنس اکیلا ہی سدھارا

انجام تنہا رخصت ہوگیا

نثر کسی شہر سے ہنس بیچارا آیا تھا جنگل کے ایک پیڑ پر اسکا گزارا ہوا بہت جانور اُس پیڑ کے اوپر رہتے تھے اسنے بھی کسی شاخ پہ اپنا گہر سنوارا۔ طیور دون نے جو اسے حسن مین خوشرنگ دیکہا (تو) وہ ہنس سب کی نگاہون مین پیارا لگا۔ باز و لگڑ و جرّہ شاہین عاشق ہوے (اور) شکرون نے بھی شکر سے اسکا دارا کیا۔ زاغ و زغن و طوطی و طاوس دیکہو تو سب اس سے محبت کا اشارہ کرنے لگے غرض اس پیڑ پہ جتنے پرندے رہتے تھے ان سب نے اُس ہنس پہ دل و جان کو وارا۔ اُس ہنس کی جو ان جانورون مین صحبت ہوئی (تو) یک چند محبت کا خوب گزارا رہا۔ اُس ہنس کو جب دو چار مہینے ہو گئے (تو) وہ اک روز یارون کی طرف دیکہکر پکارا۔ لو یارو اب ہم کل اپنے وطن کو جاوینگے۔ اب تمکو یہ تمہارا پیڑ مبارک رہیے۔ اسبات کے سنتے ہی جو ہر اک کے ہوش اڑے۔ سب بولے (کہ) یہ درد تو ہم سے سہارا نہ جائیگا۔ اسمین جو شب کوچ کی صبح نمودار ہوئی۔ اُس ہنس نے وہین اپنا پر ہوا پہ مارا۔ وہ اسکے ہمراہ ہوا خواہ ساتہہ چلے۔ ہر ایک نے اڑنے کے لئے پنکہہ پسارا۔ دو کوس اڑے تھے جو ماندگی غالب ہوئی پہر پر مین کسی کے قوت و یارا نہ رہا۔ کوئی تین کوس کوئی چار کوئی پانچ کوس اڑا کوئی آٹھہ کوئی نو کوئی دس کوس مین ہارا جب وہ مشکل دیکھی تو آخر کے تئین ہار (کر رہ گئے) کوئی جو سب مین کرارا تھا اور آگے اڑا۔ چیلین رہین کوے گرے اور باز بھی تھک کے (ٹھہر گئے) سب نے اس پہلی ہی منزل مین کنارا کیا۔ نظیر آہ جو سب ساتہہ کے ساتھی تھے سب رہ گئے ہنس آخر کے تئین اکیلا ہی سدھارا۔

مطلب لفظی ۔ شاعر کہتا ہے ۔ ایک ہنس کہیں سے آیا اور جنگل میں ایک
ایسے درخت پر جس پر اور بھی بہت سے پرندے رہتے تھے اپنا آشیانہ بنا کر رہنے لگا
پرندوں نے جو اسے خوش رنگ دیکھا تو سب کے سب اسکے دوست بن گئے ۔ باز
لگڑ ۔ جرہ ۔ شاہین اور شکرے اسکی آؤ بھگت کرنے ۔ اور کوے چیل ۔ طوطی ۔ طاؤس اور
کبوتر اسکی الفت کا دم بھرنے لگے ۔ غرض سب سے شناسائی ہوگئی اور کچھ دنوں خوب
مزے سے گزری ۔ پھر چند روز کے بعد اس ہنس نے دوستوں کو اپنے جدا ہونے اور
اصلی وطن کو چلے جانے کی اطلاع دی ۔ جدائی کی خبر سنکر سب حیران ہوگئے اور ساتھ ہی
چلنے کا اقرار کیا ۔ اتنے میں کوچ کا وقت آگیا اور ہنس نے پر پھیلا کر اڑنا شروع کیا ۔
سب ہمراہ ہوا خواہ ساتھ چلے لیکن تھوڑی دور جاکر تھک گئے ۔ پانچ منزل کے بس
بعد تو سیکڑوں رہ گئے ۔ اور صرف وہ پرندے جو سب سے زیادہ مضبوط تھے کچھ اور آگے
اڑے مگر پہلی منزل سے آگے کوئی بھی ہنس کا ساتھ نہ دے سکا ۔ الفت کا دم بھرنے اور
ساتھ چلنے والے کوے چیل ۔ باز اور دوسرے جانور سب تھک کر رہ گئے اور آخر
کو بیچارہ ہنس تن تنہا بے یار و مددگار ہی چلا گیا ۔

مطلب اصلی ۔ شاعر کہتا ہے اس ہنس کی طرح انسان بھی کسی نامعلوم جگہ
سے دنیا میں آتا ہے اور اس دنیا میں جہاں اور بھی بہت سے آدمی رہتے ہیں وہ
بھی کہیں اپنا ٹھکانا مقرر کرکے زندگی بسر کرتا ہے ۔ اپنے پرائے سبھی ۔ بڑے
چھوٹے بڑے ۔ انپڑھ ۔ پڑھے لکھے سب ہی آدمی مختلف وجوہات سے اسکے
دوست آشنا بن جاتے اور خوب خاطر تواضع کرتے ہیں ۔ ایک زمانہ تک اسی
طرح عیش و شادمانی سے گزرنے کے بعد مرنے کے دن قریب آتے ہیں ۔ اور
بیماری جو موت کے آنے اور دنیا سے اٹھ جانے کا ایک بہانہ ہے پیچھا کرتی ہے
بہت کچھ علاج کیا جاتا ہے لیکن روز بروز ۔ قویٰ کمزور ۔ طبیعت بے اعتدال

اور حالت ردی ہوتی جاتی ہے اور بالآخر اسکی بالکل گری ہوئی حالت زبان حال سے یہ کہنے لگتی ہے ؎ در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین ؏ خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین موت کے آثار دیکھکر سب گھبرا جاتے ہین اور ایسی ہمدردی ظاہر کرتے ہین گویا سب ساتھ ہی چلین گے۔ اس عرصہ مین کوچ کا وقت آجاتا ہے۔ اور جانے والا یہ کہکر ؎ لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے ؏ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ رخصت ہوجاتا ہے ہمدم و ہمراز و یار اور رشتہ دار اسکے جنازہ کا ساتھ دیتے ہین۔ دور کے ملاقاتی اور صورت آشنا دو چار قدم چلکر چلے جاتے ہین۔ جانی دوست اور اقربا کچھہ قبرستان اور کچھہ قبر تک آتے ہین۔ اور جو سب سے زیادہ عزیز یا دوست ہوتے ہین وہ قبر مین اُتر کر اُسے پہلی منزل تک پہنچا دیتے ہین۔ لیکن اس پہلی منزل یعنی قبر سے آگے نہ کوئی ساتھہ دیتا ہے نہ دے سکتا ہے آخر وفنا کر سب مجبور رہگئے ؏ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔ کہکر اپنے گھرون کو چلے جاتے ہین اور جانے والا ؎ کیا خبر بعد مرگ یارونکی ؏ ساتھہ چھوٹا ہے پہلی منزل سے۔ کہتا ہوا خدا جانے کہان چلا جاتا ہے۔ اور اعمال کے سوائے کوئی اسکے ساتھہ نہین جاتا۔

قصہ کا مقصد - شاعر اس قصہ کے ذریعہ سے لوگون کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ وہ دنیا مین خدا کے بعد اپنے اور اپنے اعمال کے سوائے کسی کا بھروسہ نہ کرین آجتک کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے ؏ دولت نہ گئی ساتھہ نہ اطفال گئے۔ پہنچا کے لحد تک کے پھر آئے سب لوگ۔ اور ساتھہ اگر گئے تو اعمال گئے۔ اسلئے مان باپ یا بال بچون دوستون یا مال و دولت جیسی فنا ہونے والی چیزون کے لئے مکاری یا دغا بازی بے ایمانی اور خدا کی نافرمانی کرنا اور اپنے ہاتھون اپنے ہی راستہ مین کانٹے بونا بڑی بیوقوفی و نادانی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ دنیا مین ہمیشہ نیک رہے اور رفاہ عامہ کے کامون مین کوشش کرے۔ راہ مستقیم سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور راستبازی کا

خیال رکھئے کہ دنیا ایک بھول بھلیان ہے - ہمین ایک دن اس دار فانی کو چھوڑ کر جانا اور اپنے کئے کی جزا و سزا پانا ہے - اور مال و دولت، باغ و چمن، جورو بچے بھائی بند، خویش و اقارب، دوست آشنا، ماں باپ وغیرہ سے

ہین یہ سارے جیتے جی کے واسطے

کون مرتا ہے کسی کے واسطے

بالخیر

حضرت نظیر اکبر آبادی کا مختصر حال

محمد شاہ رنگیلے کے زمانہ مین جبکہ گہر گہر طبلہ کہڑک رہا تہا اور شہر مین چوطرف رنگ رلیان منائی جا رہی تہین۔ محمد فاروق نامی ایک صاحب تھے جو اولاد کے نہونے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ کہنے کو تو انکو بارہ اولادین ہوئین اور بیچارے محمد فاروق اور انکی بیوی نے جو نہ کرنا تہا سو کیا۔ مگر ایک بچہ بہی نہ جیا۔ آخر ایک بزرگ نے انکی حالت پر ترس کھا کر دعا کی اور خدا خدا کرکے میان نظیر پیدا ہوئے۔ ارمان بہرے مان باپ نے انکا نام ولی محمد رکہا۔ چہٹی۔ چہلے مین خوب خوب دل کے حوصلے نکالے۔ منون شیرنی بانٹ کر بسم اللہ کی اور بڑے لاڈ چاؤ سے مکتب مین بٹہایا۔ استاد نے سیپارہ کے بعد سب سے پہلے کریما۔ اس کے بعد مامقیمان۔ آمد نامہ اور خالق باری پڑہائی۔ اسکے بعد بیت بحثی کے شوق نے محمود نامہ اور عطائی نامہ بہی پڑہا دیا۔ غرض چند ہی روز کے بعد فارسی کی تحصیل سے فارغ ہوکر نظیر نے اردو زبان کی طرف توجہ کی۔ رفتہ رفتہ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ پنجابی۔ برج بہاشا وغیرہ سات آٹہہ زبانین سیکہہ کر عالم ہفت زبان اور ہفت قلم خوشنویس ہوگئے ساتہہ ہی کہیل بہی اتنے کہیلے کہ دنیا مین شاید ہی کوئی کہیل ایسا ہو جو حضرت نظیر نے نہ کہیلا ہو۔ ورزش کا تو ایسا شوق ہوا کہ بڑہاپے مین بہی کچھہ نہ ہو سکتا تہا تو ڈنڈ ہی پیلتے مگر ورزش ضرور کرتے۔ بچپن اور لڑکپن کے بعد جب جوانی آئی تو میلے ٹہیلونکی سیرون اور ناچ رنگ کی صحبتون مین رہ سہکر شاعرانہ طبیعت نے اپنا زور دکہانا شروع کیا۔ دہلی کے سفر سے واپس ہوکر ایک دوست کے کہنے سننے اور استاد میر تقی مرحوم کی اجازت سے کسی مشاعرہ مین ایک ایسی غزل پڑہی کہ استاد نے پاس بلا کر پیٹھہ ٹہونک دی۔ اور سارے شہر مین انکی لیاقت کا شہرہ ہوگیا۔ ایک دہلی کے بادشاہی احدی صاحب نے ان کی قابلیت کا چرچا سن کر محمد عبدالرحمن صاحب کی بیٹی

اور اپنی نواسی ہی انکی شادی کردی۔ نظیر کی جوانی کے عالم کی لفظی تصویر دیکھو تو میانہ قد

چھریرا بدن۔ چوڑا سینہ۔ خوش قیافہ۔ کتابی چہرہ۔ بھنوؤں کے درمیان داہنی جانب دبا ہوا

کسیقدر سرخی مائل رنگ کا مسا۔ بڑی بڑی کان۔ ناک متوسط درجہ کی نہ موٹی نہ پتلی۔ حد شرع سے

بڑھی ہوئی بڑی بڑی مونچھیں۔ اور خشخشی ڈاڑھی نظر آتی ہے۔ بڑھاپے میں فقیر دلکی صحبت نے

عقیدہ کی بنیاد۔ توحید کے ساتھہ صلح کل پہ رکھدی تھی اسلئے کیا ہندو کیا مسلمان سب ہی

انھیں دل وجان سے عزیز رکھتے تھے اور مسلمانوں کی طرح ہزاروں ہندو بھی شاگرد تھے۔ آخر

مین سو برس کی عمر کو پہنچکر بھی ورزش کے بدولت جوانوں کا دم خم رکھتے تھے اور عینک کے بھی

محتاج نہ تھے۔ ان فالج کے اثر سے داہنی طرف متاثر ہوکر خانہ نشین ہوگئے تھے۔ دن بھر

گھر مین بیٹھے رہتے۔ بہت بڑا سفر کرتے تو دالان سے صحن مین آجاتے۔ آنگن مین جانب

شمال دو درخت نیم اور بیری کے تھے انھیں کے سایہ مین جہان اب ان کی قبر ہے وہین

بوریا بچھاکر بیٹھ جاتے۔ آخر اسی حال سے اور پانچ برس زندگی بسر کرکے دنیا سے کوچ

کیا اور اپنا بہت سا۔ نہایت موثر۔ مقبول عام اور نیچرل کلام اپنی یادگار چھوڑ گئے۔ جو

آجتک کلیات کی شکل مین صفحۂ ہستی پر باقی ہے۔ انتقال کے وقت ہندو مسلمان ہزار

آدمی موجود تھے۔ بابا نانک کی طرح انکی نعش پر بھی جھگڑا ہوا۔ اوپر کی چادر تو ہندوؤن

نے لے لی۔ اور خدا جانے جلادی یا کیا کردی۔ مسلمانون نے سنگین قبر بنوائی۔ سوم کے

دن ہندوؤن نے مزار پر میلا کیا۔ اور خوب ناچ رنگ ہوتا رہا۔ سال وفات کا صحیح صحیح پتہ

نہین چلتا۔ فرہنگ آصفیہ مین ۱۲۳۶ھ لکھا ہے۔ تراب علی صاحب لکھتے ہین کہ نظیر نے

میر تقی مرحوم کے بائیس برس بعد ۱۲۴۶ھ مین انتقال کیا۔ یہ فقیر شہباز صاحب اسی

تاریخ کو کسیقدر صحیح تاریخ بتلاتے ہین۔ انکے علاوہ ایک اور قطعہ تاریخی بھی ہے جس سے

سن وفات ۱۲۴۶ھ نکلتا ہے اسکا پہلا مصرع۔ "نظیر اکبر آبادی جو زین دنیا کا ابتر شد" ہے درمیانی مصرعے

بالکل بیتہ ہین اور آخر کا مصرع جس سے تاریخ نکلتی ہے یہ ہے " مخمس بیجے سر با بیت بیدل = فرد بیش شد"

۱۲۳ ۴۶